REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R. N. 61/57.

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۳ — شمارہ ۱۴

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ

سالانہ ۱۰۰ روپے

بیرونی ممالک:-

بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۳۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن

بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان — ۱۴۳۵۱۶

۲۵ شوال ۱۴۱۴ ہجری — ۷ شہادت ۱۳۷۳ ہش — ۷ اپریل ۱۹۹۴ء

اخبارِ احمدیہ

ننسپیٹ (ہالینڈ)۔ ۲ اپریل۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان دنوں ہالینڈ کے دورہ پر ہیں۔ حضور انور ۳۱ مارچ کو ہالینڈ پہنچے اور یکم اپریل کو حضور انور نے مسجد بیت النور ننسپیٹ ہالینڈ میں ذکرِ الٰہی سے متعلق خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور احبابِ جماعت بالخصوص بوسنین مبائعین کو شرفِ ملاقات عطا فرمایا۔

احبابِ جماعت حضور انور کی صحت و سلامتی، درازئ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں کامیابی کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

(ادارہ)

خُدا اپنے خاص بندوں کو ہر ذلّت سے بچاتا ہے

اِرشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیحِ موعود علیہ السّلام

"یہ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی غیرت کبھی تقاضا نہیں کرتی کہ اس کو (اپنے بندہ کو) ایسی حالت میں چھوڑے کہ وہ ذلیل ہو کر ہلاک ہو جاوے۔ نہیں، بلکہ وہ خود وحدہٗ لاشریک ہے۔ وہ اپنے بندہ کو بھی ایک فرد اور وحدہٗ لاشریک بنا دیتا ہے۔ دنیا کے تختہ پر کوئی انسان اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہر طرف سے اس پر حملے ہوتے ہیں اور ہر حملہ کرنے والا اس کی طاقت کے اندازہ سے بے خبر ہو کر جانتا ہے کہ میں اُسے تباہ کر ڈالوں گا۔ لیکن آخر اس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا بچ نکلنا انسانی طاقت سے باہر کسی قوت کا کام ہے۔ کیونکہ اگر اسے پہلے سے یہ علم ہوتا تو وہ حملہ بھی نہ کرتا۔ پس وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے حضور ایک تقرب حاصل کرتے ہیں اور دنیا میں اس کے وجود اور ہستی پر ایک نشان ہوتے ہیں، لہٰذا ہر اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ہر ایک مخالف اپنے خیال میں یہ سمجھتا ہے کہ میرے مقابلہ میں یہ بچ نہیں سکتا۔ کیونکہ ہر قسم کی تدبیر اور کوشش کے نتائج اسے یہیں تک پہنچاتے ہیں۔ لیکن جب وہ اس زد میں سے ایک عزت اور احترام کے ساتھ اور سلامتی سے نکلتا ہے تو ایک دم کے لئے تو اسے حیران ہونا پڑتا ہے کہ اگر انسانی طاقت کا ہی کام تھا تو اس کا بچنا محال تھا۔ لیکن اب اس کا صحیح سلامت رہنا انسان کا نہیں بلکہ خدا کا کام ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۱۳)

خلاصہ خطبہ جمعہ یکم اپریل ۱۹۹۴ء بمقام مسجد النور ننسپیٹ ہالینڈ

تمام مذاہب کا آخری مقصد اللہ سے بندے کی محبت پیدا کرنا ہے

جو اللہ سے محبت کرنے لگے وہ اُس کی مخلوق سے ضرور محبت کرتا ہے

ذکرِ الٰہی اختیار کرو، ذکرِ الٰہی آپ کے لئے اللہ تک پہنچنے کے رستے آسان کر دے گا

از سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ زمر کی آیت ۲۳ و ۲۴ کی تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا کہ آج بھی دنیا بھر میں مختلف جگہوں پر کچھ اجتماعات اور کچھ جلسے منعقد ہو رہے ہیں۔ جرمنی میں بوسنین نو احمدیوں کی تربیتی کلاس کا انعقاد ہو رہا ہے۔ ضلع جہلم کے خدام و اطفال کا سالانہ اجتماع۔ جماعت احمدیہ فجی کا جلسہ سالانہ یوم مسیح موعودؑ اور صد سالہ جشنِ تشکر دربارہ کسوف و خسوف جاری ہیں۔ جماعتِ احمدیہ گیمبیا کا ۱۹واں جلسہ سالانہ یکم اپریل سے شروع ہو رہا ہے۔ ساؤتھ انڈین جو عنوان کے تحت اجتماع کی خبر ملی ہے۔ اطفال الاحمدیہ جرمنی کا ۱۵واں سالانہ اجتماع منعقد ہو رہا ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ نائیجیریا کا چوتھا سالانہ اجتماع منعقد ہو رہا ہے۔ ان سب کے لئے واحد پیغام ذکرِ الٰہی ہے [illegible] پر میں ایک عرصہ سے خطاب کر رہا ہوں اور آج اسی کی آخری کڑی ہے۔ اس پر پورا دھیان دیں غور کریں اور اس حقیقت کو ذہن نشین کر لیں کہ تمام مذاہب کا آخری مقصد اللہ سے بندے کی محبت پیدا کرنا ہے۔ جو اللہ سے محبت کرنے لگے وہ اس کی مخلوق سے ضرور محبت کرتا ہے۔ اسی کا نام PEACE ہے۔ فرمایا تمام عالم میں امن کے لئے مختلف کوششیں ہو رہی ہیں حقیقت یہ ہے کہ امن کی حقیقت سمجھے اور سمجھائے بغیر نہ امن قائم کرنے کی صلاحیت حاصل کر سکتے ہیں، نہ دنیا کو اطمینان دلا سکتے ہیں۔ امن کی راہ اس کے سوا کوئی نہیں کہ انسان اپنے خالق کے ساتھ امن میں آجائے۔

فرمایا، جب انسان خالق کے مزاج کے رنگ اختیار کرنا شروع کرے، ویسا ہی بننے کی کوشش کرے، وہ ادائیں اپنالے جو خالق کو پسند ہیں۔ جن کو وہ ناپسند کرتا ہے ان سے یہ دور بھاگے۔ ایسا کرنے سے خالق اور مخلوق کے درمیان ایک رشتہ قائم ہوگا جو دونوں کو ایک دوسرے سے قریب کرتا جائے گا۔ اور یہ سفر ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ فرمایا، اگر کوئی خالق کی نظر سے خلق کو دیکھنے لگے تو اس سے مخلوق کو کسی شر کا احتمال نہیں۔ فرمایا، PEACE کی حقیقت یہی ہے کہ انسان دوسرے کو ایسے دیکھنے لگے جیسے اپنی اولاد کو ... اللہ سے ایسی محبت کرے کہ اس کے پیارے اس کے پیارے بن جائیں۔ ایسے بندے پیدا کرنے کے لئے خدا کے وجود میں کھو یا جانا ضروری ہے۔ اور یہ مقام ذکرِ الٰہی سے نصیب ہوتا ہے۔ فرمایا، ذکر کے ساتھ ساتھ انسان کے اندر دن بدن انقلاب برپا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ فرمایا: جو ذکر تسبیح کے دانوں تک محدود رہے لیکن انسان کے دل میں کوئی

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۷ر شہادت ۱۳۷۳ ہش

پسماندہ طبقات اور اُن کے جذبات

جب سے یہ سال طلوع ہُوا ہے وطنِ عزیز ہندوستان ایک عجیب قسم کی طبقاتی اور گروہی کشمکش میں گرفتار ہے۔ چھوٹی ذات[1] کے ہندوؤں بالخصوص عورتوں پر ظلم وستم کا ایک نہ ختم ہونے والا دلدوز سلسلہ جاری ہے۔ خاص طور پر اُتر پردیش میں یہ سلسلہ زوروں پر ہے۔ الٰہ آباد کے دیہات کی ایک غریب اور پچھڑے ہوئے طبقہ سے تعلق رکھنے والی عورت کو اُسی کے گاؤں کی اُونچی ذات کے کہلانے والے بعض لوگوں نے ننگا کرکے پورے گاؤں میں گھمایا۔ بعض جگہوں پر چھوٹی ذات کے لوگوں کے ساتھ مار پیٹ کے علاوہ اُن کے جھونپڑوں کو آگ بھی لگادی گئی۔ بنارس اور کانپور سے ہوتی ہوئی یہ آگ بالآخر جنوبی ہندوستان میں بھی لگ گئی۔ اور مراٹھواڑہ یونیورسٹی کو ڈاکٹر امبیڈکار یونیورسٹی کے نام پر بدلنے کے بہانے وہاں بھی دلتوں اور ہریجنوں کے لوگوں پر نہایت خوفناک مظالم ڈھائے گئے۔ بعض جگہوں پر تو بچوں اور عورتوں سمیت جھونپڑوں کو آگ لگادی گئی۔ اگرچہ یہ واقعات جو ماہِ جنوری کی ۲۰ر تاریخ سے شروع ہوئے ان پر دو ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔ پھر بھی بعض دیہاتوں میں ابھی تک خوف و ہراس کا ماحول ہے۔ دن کے وقت بھی کرفیو کا سا سماں نظر آتا ہے اور رات کے اندھیرے کے آنے سے پہلے ہی یہ غریب اِنسان اپنے گھروں کی راہ لیتے ہیں۔

قطع نظر اس کے کہ ہم ان واقعات کے رُونما ہونے کی سیاسی وجوہات پر غور کریں۔ ہم صرف اتنا کہنا چاہیں گے کہ آزاد ہندوستان کے وہ طبقات جن کو ہریجن یا دلِت کہا جاتا ہے آج بھی اُونچے طبقے کے لوگوں سے اکثریت میں ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق یہ لوگ کسی صورت میں بھی پچاس کروڑ سے کم نہیں۔ اگر انہیں اور مسلمانوں کو مِلا لیا جائے (مسلمانوں کا شمار بھی اُونچے طبقے کی طرف سے شودروں میں ہی کیا جاتا ہے) تو اونچی ذات کے ہندو وبھاری اقلیت میں رہ جاتے ہیں۔ اور یہی خیال آج چھوٹی ذات کے ہندوؤں اور اُن کے لیڈروں میں پیدا ہوچکا ہے۔ چنانچہ یو۔پی کے حالیہ ضمنی انتخابات کے نتائج نے اسی بات کی نشاندہی کی ہے۔ اور آج یہ دلت جن کی نسل پڑھ لکھ کر اونچی نسل کے کہلانے والے ہندوؤں کے مقابل پر آگئی ہے۔ بعض جگہوں پر نہایت زہریلا انتقامی پروپیگنڈہ بھی کر رہی ہے۔ یہ لوگ اونچی ذات کے ہندوؤں کو منووادی یعنی منوسمرتی کے ذات بات کے قوانین پر عمل کرنے والے قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ اسی بناء پر صوبائی اسمبلیوں کے حالیہ ضمنی انتخابات میں جو نعرے ایک دوسرے کے خلاف لگائے گئے ہیں، اُن میں اونچی ذات کے ہندوؤں کے خلاف بھی اشتعال انگیز نعرے استعمال کئے گئے تھے۔ اُن میں دھوتی۔ ٹوپی اور تلک کے خلاف نفرت انگیز نعروں کے ساتھ ساتھ براہمنوں اور ٹھاکروں کی بھی مذمت کی گئی ہے۔

ہمارا کہنا اس موقع پر صرف یہ ہے کہ اگر اسی طرح ملک کا ایک طبقہ دوسرے طبقہ پر، ایک مذہب کے ماننے والے دوسرے مذاہب پر اور ایک خطے کے رہنے والے دوسرے خطوں پر بہانے ڈھونڈ ڈھونڈ کر جَور وجفا کے تیر چلاتے رہے تو یقین سمجھیئے کہ یہ ملک ایک خوفناک خانہ جنگی کے آتش فشاں دہانے پر کھڑا ہے۔ لہٰذا چاہیئے مذہبوں، فرقوں، خطوں اور نسلوں کی بنیاد پر ملک کو تقسیم کرنے کے، ایسی سیاست کو اپنا شعار بنانا چاہیئے جو اِن سب چیزوں سے بالا ہوکر عدل وانصاف پر مبنی ہو ــــ جی ہاں ایسے انصاف کی سیاست پر جو اپنوں، پرایوں اور دوستوں وُدشمنوں کو ایک ہی نظر سے دیکھے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر کوئی اونچی ذات کی وجہ سے، مذہب کی وجہ سے، مال و دولت کی وجہ سے یا رنگ ونسل کے باعث دوسروں پہ اپنے خود ساختہ قوانین لاگو کرنا چاہے گا تو بالآخر ایک دن اس کا منفی ردِّ عمل ظاہر ہوگا۔ انسانی ضمیر بیدار ہوگا۔ اور پھر ایک نسل نہیں تو دوسری نسل بغاوت اور انتقام پر آمادہ ہوگی۔ گزشتہ کئی صدیوں سے ہندوستان میں بدقسمتی کی یہ تاریخ دُہرائی جارہی ہے۔ اچھوتوں میں جب تعلیمی بیداری پیدا ہوئی تو انہوں نے ۱۹۳۲ء میں ڈاکٹر امبیڈکار کی زیرِ سرکردگی اونچی ذات والوں کے مظالم سے مخلصی حاصل کرنے کی تحریک چلائی تھی۔ جسے نہایت ہوشیاری اور دانائی سے دبا دیا گیا تھا۔ اگرچہ اس موقع پر انہیں گزشتہ مصیبتوں سے بچانے اور اُونچی ذات کے ہندوؤں کے مساوی حقوق دلانے کے قوانین بنائے گئے تھے۔ اور پھر وہ قانون خود انہی کے لیڈر ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکار کے ذریعہ سے بنائے گئے تھے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ساٹھ سال گزر جانے کے بعد آج بھی یہ کمزور وپسماندہ طبقات بے چین کیوں ہیں۔ کیا آج انہیں گاؤں کے کنوؤں سے اسی طرح پانی بھرنے دیا جاتا ہے جس طرح اونچی ذات کے ہندو بھرتے ہیں؟ کیا ان سے کوئی چھوت چھات نہیں کیا جاتا؟ کیا دیہات کے سکولوں میں ان کے بچوں سے کوئی امتیازی سلوک نہیں برتا جاتا؟ کیا ساہوکار ان پر بلاوجہ کا رُعب وتسلط نہیں جماتے؟ کیا یہ اُونچی ذات کے کہلانے والوں سے شادیاں کرسکتے ہیں؟ کیا یہ مندروں کے منتظم اور پُجاری بن سکتے ہیں؟ کیا ان کی عورتوں اور بچوں کی عزتیں اور ان غریبوں کے گھاس پھوس کے بنے ہُوئے جھونپڑے محفوظ ہیں؟؟

حقیقت یہ ہے کہ ان کی اکثریت تو محنت مزدوری کرنے والی اور اپنے گاؤں کے زمینداروں یا اپنے شہر کے کارخانہ داروں کے تحت کام کرنے والی ہے۔ جو دن بھر کڑی محنت کے بعد رات کو دُنیا و مافیہا سے بے خبر نیند کی گود میں سو جاتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو انقلاب، بغاوت اور فتنہ وفساد جیسے ناموں کو جانتے تک نہیں۔ لیکن آج ان کے علیحدگی پسندی کے جذبات کا بھڑک جانا اور ان کی پڑھی لکھی نئی نسل کا اشتعال انگیز نعروں کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہونا اِس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ ساٹھ سال قبل جو وعدے ان سے گئے تھے، وہ صرف کاغذوں کی زینت بنے رہے۔ اور ان غریبوں کو ان سے کچھ عملی فوائد حاصل نہیں ہوسکے۔ اور وہ جس نے ان کو کاغذوں کی زینت بخشی تھی، آج اُسے یہ صلہ مل رہا ہے کہ اس کے مجسّموں کو ملک کے مختلف حِصّوں میں جلایا، توڑا اور بے آبرو کیا جارہا ہے۔

لہٰذا ایسے نازک وقت میں برادرانِ ہند بالخصوص ان لوگوں کو جو اپنے آپ کو پچاسی کروڑ عوام کے رکھوالے سمجھتے ہیں یہ یاد دلانا ضروری ہے کہ ملک پہلے ہی بہت سی مصیبتوں کا شکار ہے۔ اگر ان میں ایک مسئلہ ذات پات کا بھی شامل ہوجائے اور اس کے نتیجہ میں آئے دِن فسادات کا دَور دَورہ رہے۔ تو غریب اور پسماندہ طبقات جو پہلے ہی بڑی مشکل سے جینے کی کوشش کر رہے ہیں، ان فسادات کی نذر ہوتے رہیں گے۔ صدیوں سے انہیں بہت ستایا گیا، دبایا گیا، کچلا گیا۔ جن دِنوں یہ سوئے ہوئے تھے، ان کی نسلوں میں سُوجھ بُوجھ نہیں تھی، نفع ونقصان کا انہیں احساس نہ تھا، انہیں بہت حد تک استعمال کرلیا گیا۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اب جبکہ پوری دُنیا میں احساسِ مساوات اور احساسِ خود داری کو فروغ مِل رہا ہے انہیں کسی صُورت میں دبایا نہیں جاسکتا ــــ یاد رکھیئے کہ! اس ملک کے وہ لوگ جنہیں اچھوت، دلت یا ہریجن کہہ کر پُکارا جاتا ہے، دراصل اِس ملک کا حقیقی سرمایہ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈّی ہیں۔ کھیتوں سے لے کر کارخانوں تک۔ دکانوں سے لیکر مکانوں تک انہی کی محنتوں کا فیض ہم کھا رہے ہیں۔ پھر یہ کس قدر احسان فراموشی ہوگی کہ ان کے احسان وفیض کو یکسر نظر انداز کرکے انہیں دبانے اور کچلنے کے منصُوبے بنائے جائیں، کھانے پینے، رہائش اور معاشرت میں ان سے امتیازی سلوک برتا جائے ــــ!!

اب وہ دَور آچکا ہے جس میں صرف اور صرف قرآن مجید کی تعلیم مساوات و ہمدردی ہی انسان کے کام آسکتی ہے۔ قرآن مجید ہی ہے جس نے ذات پات، رنگ و نسل اور قبائل کے امتیازات کو یکسر مٹا کر انسان کو انسان کے گلے سے لگایا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:ــ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ (الحجرات)

اے لوگو! ہم نے تم کو مرد وعورت سے پیدا کیا ہے۔ اور تم کو کئی گروہوں اور قبائل میں تقسیم کر دیا ہے (اس کا مقصد صرف یہ ہے) کہ تم لوگ ایک دوسرے کو پہچان سکو (ورنہ یہ گروہوں اور قبائل کی تقسیم کسی اونچی یا نیچی ذات یا کسی فضیلت کی وجہ سے نہیں) اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ اللہ یقیناً بہت علم رکھنے والا اور بہت خبر رکھنے والا ہے۔

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۵ پر)

[1] ہمارے نزدیک تو انسانوں میں چھوٹی اور بڑی ذات کوئی نہیں۔ یہ صرف مروّجہ اصطلاحات کی وجہ سے مجبوراً لکھا گیا ہے۔

خطبہ جمعہ

اہل اللہ ہی ہیں جنکو عقلِ کامل نصیب ہوتی ہے اسکے بغیر تو ہی دنیا کے ڈھکوسلے ہیں

آج دنیا کی بڑی بڑی قومیں جو اپنے سیاسی یا دیگر ملکی فیصلہ جات میں غلطیاں کرتی ہیں اسکی بنیادی وجہ آپ یہی دیکھیں گے کہ وہ خدا کی خاطر فیصلے نہیں کرتے

رمضان مبارک میں ہم نے یہ سب کچھ حاصل کرنا ہے۔ !

از سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۵ر تبلیغ (فروری) ۱۳۷۰ ہش / ۱۹۹۱ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت کی۔

يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ
كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ
تَتَّقُوْنَ ۝
أَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا
أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۭ وَعَلَى
الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۭ
فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ وَأَنْ
تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝
شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ
هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ
فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ
كَانَ مَرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ
أُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ
بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ
عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝
وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ ۭ أُجِيْبُ
دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا
لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝
(البقرہ ۱۸۴ تا ۱۸۷)

یہ جو آیات ہیں ان میں رمضان کی فرضیت کا اعلان کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ اے مومنو! تم پر یہ فرض کر دیا گیا ہے کہ تم رمضان کے روزے اسی طرح رکھو جیسے تم سے پہلوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ أَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ چند دن ہی کی بات ہے چند دن کا فریضہ ہے فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا پس تم میں سے جو کوئی بھی بیمار ہو أَوْ عَلٰى سَفَرٍ یا سفر پر ہو فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ـــ تو پھر اس مدت کو دوسرے ایام میں پورا کرنا ہوگا اور ـــ الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ـــ وہ لوگ جو فدیہ دینے کی طاقت رکھتے ہیں ان پر فدیہ بھی فرض ہے یا ان کے لئے فدیہ دینا بہتر ہے ایک تو اس کا یہ ترجمہ بنتا ہے اور بھی تراجم ہیں اور وہ سارے بیک وقت درست ہیں چنانچہ میں باری باری اس آیت کے مختلف ترجمے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اس میں یہ بحث نہیں ہے کہ یہ درست ہے یا وہ درست ہے یا اُسے اختیار کیا جائے یا اسے اختیار کیا جائے۔ میرے نزدیک یہ چونکہ مضمون کو کھول رہے ہیں اور وسعت دے رہے ہیں اس لئے بیک وقت سارے درست ہیں اور بیک وقت ان تمام معانی پر نظر رکھتے ہوئے اپنے اعمال کو ڈھالنا چاہئے جیسے بعض دفعہ ایک تنگ جگہ سے دریا گزرتا ہے تو اس کی گہرائی تک نظر نہیں جاسکتی پھر جب وسعت اختیار کرتا ہے تو وہ پھیل جاتا ہے لیکن پانی تو وہی پانی رہتا ہے پس خدا کا کلام اسی طرح عرفان کا کلام ہے خواہ وہ آپ کو تھوڑا دکھائی دے اس وقت وہ زیادہ گہرائی میں جا چکا ہوتا ہے۔ بعض دفعہ وہ پھیل جاتا ہے اور کھلا کھلا وسیع دکھائی دیتا ہے۔ پس یہ وہ موقع ہے جہاں آیت کریمہ ایک ایسی جگہ داخل ہو گئی ہے جہاں منظر بہت کشادہ اور وسیع دکھائی دینے لگا ہے پس اس پہلو سے اس کے ترجمے کے پھیلاؤ کے متعلق پہلے یہ اصولی بات بیان کردوں اور وہ پہلے بھی کر چکا ہوں مگر چونکہ بہت سے نئے سننے والے شامل ہوتے رہتے ہیں نئی نسل کے لوگ بھی آگے آتے رہتے ہیں اس لئے بعض باتیں بار بار سمجھانی مفید ہوتی ہیں۔

لفظ اَطَاقَ يُطِيْقُ طاقت کے مادے سے نکلا ہے اور جب اس کو باب افعال میں جس طرح کہ قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے استعمال کیا جائے تو اس میں بیک وقت مثبت معنی بھی آجاتے ہیں اور منفی معنی بھی آجاتے ہیں اور موقع و محل کے مطابق استعمال کرنے والا یا سننے والا یہ فیصلہ کرتا ہے تو يُطِيْقُوْنَهٗ کا مطلب یہ بنے گا وہ لوگ جو اس کی طاقت رکھتے ہیں اور يُطِيْقُوْنَهٗ کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ جب ان دو پہلوؤں سے الگ الگ آیت پر غور کریں تو پھر اگلا سوال یہ اُٹھے گا کہ کس کی طاقت نہیں رکھتے "ہٗ" کی ضمیر کس طرف جائے گی تو جو باتیں اس آیت میں مذکور ہیں ان میں سے عقلاً وہ جگہ تلاش کرنی ہوگی جس کا تعلق "ہٗ" کی ضمیر سے ہے یعنی وہ لوگ جو اس کی طاقت نہیں رکھتے جس کی طاقت نہیں رکھتے کیا چیز ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ

ایک روزے کا ذکر گزرا ہے اور ایک فدیہ کا پس یا "ہٗ" سے مراد روزہ ہے یا "ہٗ" سے مراد فدیہ ہے یا بدلتی ہوئی شکلوں میں دونوں ہی باری باری مراد ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ ایک معنی جو میں نے آپ کے سامنے پڑھا تھا وہ یہ تھا کہ وہ لوگ جو فدیہ کی طاقت رکھتے ہیں وہ فدیہ دیں سب پر فرض نہیں ہے یہ ایک ایسا فعل ہے جو پسندیدہ ہے اور اس طرح فرض نہیں ہے جیسا کہ روزے فرض ہیں۔ پس جو لوگ فدیہ کی طاقت رکھتے ہیں وہ اگر روزہ نہیں رکھ سکتے تو فدیہ دیں دوسری ضمیر اس کی چلے گی روزے کی طرف جو لوگ روزے کی طاقت رکھتے ہیں اور کسی مجبوری کے پیشِ نظر روزہ نہیں رکھ رہے ان کو فدیہ دینا چاہیئے اس کا دوسرا مطلب یہ بنے گا کہ وہ لوگ جو دائمی مریض ہیں یا عمر کے اس حصے کو پہنچ چکے ہیں کہ وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتے تو وہ فدیہ بے شک نہ دیں لیکن جو روزے کی طاقت رکھتے ہیں وہ ضرور فدیہ دیں۔ یعنی بیمار ہیں اور روزے کی طاقت رکھتے ہیں یہاں

پوٹینشل (POTENTIAL) طاقت مُراد ہے یعنی اپنی استطاعت کے لحاظ سے جو ان کو فطرت نے ودیعت کی ہے یا ابھی روزے رکھنے کی عمر میں ہیں اور نہیں رکھ سکتے وہ فدیہ دیں یہ وہ معنی ہے جسے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی ایک تحریر میں قبول کرتے ہوئے یعنی اس کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے اُوپر روشنی ڈالی ہے کہ کیوں فدیہ دیا جائے پھر اگر روزے کی طاقت ہے اور نہیں رکھ سکتے تو فدیہ کا کیا سوال پیدا ہوا۔ اس کا اس سے کیا تعلق ہے آپ فرماتے ہیں :-

”ایک دفعہ میرے دل میں خیال آیا کہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تاکہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو“۔

یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذہن میں اس تحریر کے وقت یا اس بیان کے وقت یہی معنیٰ موجود دکھائی دیتے ہیں ایک انسان ہے جو روزہ رکھ سکتا ہے لیکن وقتی طور پر اس طاقت سے محروم ہے۔ پس وہ لوگ فدیہ دیں اور فدیہ دے کر اللہ سے مدد مانگیں کہ اے خدا ہمیں اس کی طاقت عطا فرمادے۔

”خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شیٔ خدا تعالیٰ ہی سے طلب کرنی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ تو قادرِ مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزہ کی طاقت عطا فرما سکتا ہے۔ تو فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔ پس میرے نزدیک خوب ہے کہ (انسان) دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا“۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۵۸ - ۲۵۹)

دوسرے معنیٰ اس کے یہ ہیں کہ وہ لوگ جن کو اس کی طاقت نہیں ہے جو اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس معنیٰ میں ضمیر فدیہ کی طرف نہیں جائے گی اور صرف روزے کی طرف جائے گی یعنی معانی نسبتاً محدود ہوں گے اور اس سے مراد یہ ہوگی کہ یہ لوگ جو روزہ کی طاقت رکھتے ہیں وہ تو بعد میں روزے رکھ ہی لیں گے یعنی یہ ترجمہ اختیار کرنے والوں کا رجحان اس طرف ہے کہ اس سے یہ معنیٰ پیدا ہو جاتے ہیں کہ فدیہ کی حکمت یہ ہے کہ وہ لوگ جو روزہ کی طاقت رکھتے ہیں وہ تو بعد میں رکھ لیں گے مگر جن کو طاقت نہیں ہے وہ کیا کریں گے کچھ تو ان کے دل کی تسلی کا سامان ہو۔ پس ان کو فرمایا گیا ہے کہ تم فدیہ دے کر اس حسرت کو کسی حد تک مٹالو کہ ہم اس نیکی سے محروم ہو گئے مگر جو پہلے معانی ہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے وہ زیادہ وسیع ہیں اور یہ معنیٰ بھی غلط نہیں ہے بلکہ درست ہے ایک اور خوبصورت پہلو کو ہمارے سامنے لا کھڑا کرتا ہے۔ پس توفیق کی بات ہے یہاں روزے کی یا فدیہ کی توفیق کی بات نہیں کر رہا انسانی نیکی کی توفیق کی بات کر رہا ہوں وہ لوگ جنکی نیکی کی توفیق وسیع ہو وہ جس حد تک کسی معنیٰ میں نیکی کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں وہ اس میں عمل کرتے ہیں پس اسی مضمون کو قرآن کریم پھر آگے بیان فرماتا ہے

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ

ہم تو نیکی کی بات کر رہے ہیں جو شوق سے نیکی کرنے کی خواہش رکھتا ہے اور آگے بڑھتا ہے اور نفلی طور پر بھی نیکی اختیار کرتا ہے فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ اس کے لئے بہتر ہے پس وہ لوگ جو طاقت نہیں رکھتے وہ تو دیں گے ہی جو طاقت رکھتے ہیں وہ بھی آیت کا یہ معنیٰ سمجھتے ہوئے کہ ہم مخاطب ہیں اور ہمیں کہا گیا ہے کہ تم روزے کی طاقت رکھتے ہو اس لئے اگرچہ تم نے بعد میں روزے رکھنے ہیں مگر اس وقتی محرومی سے بچنے کے لئے خدا کی خاطر غریبوں کو کھانا کھلاؤ تاکہ تمہاری یہ دل کی تمنا آئندہ پوری ہو سکے

وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

اور اگر تم روزے رکھو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ اس آیت کے اس مضمون کا یہاں کیا موقع ہے اسے ضرور سمجھنا چاہیئے۔ یہ تو عام بات ہے جب نیکی کی باتیں ہو رہی ہوں تو روزہ رکھنا بہر حال بہتر ہے یہاں نفس کے بہانہ جوؤں کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے بیماری حقیقی ہو یقینی ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے رخصت عطا فرمائی ہے تقویٰ اسی میں ہے کہ خدا کی دی ہوئی رخصت سے انسان فائدہ اٹھائے لیکن اگر نفس کے بہانے سامنے آ کھڑے ہوتے ہیں اور انسان سمجھتا ہے کہ میں تو بیمار ہوں اس لئے میں روزہ نہ ہی رکھوں تو بہتر ہے ایسے لوگوں کے لئے یہ تنبیہ ہے کہ دیکھو روزہ رکھنا بہر حال بہتر ہے فدیہ دے بھی دو گے تو وہ بات نہیں بنے گی۔ تو فدیہ کے مقابل پہ روزے کا ذکر ہو رہا ہے کہ فدیہ دے کر تم یہ نہ سمجھنا کہ تم نے نیکی کو پا لیا ہے۔ روزہ روزہ ہی ہے جو اس کے فوائد ہیں وہ فدیہ سے حاصل نہیں ہو سکیں گے اس لئے اپنے نفس پر غور کر لو اگر حقیقی اور سچے بیمار ہو تو نیکی اسی میں ہے کہ روزے نہ رکھو اور صرف فدیہ دو اور اگر نفس کے بہانے ہیں تو پھر کوشش کر کے دیکھو اگر تمہیں خدا تعالیٰ توفیق عطا فرمادے تو روزہ رکھنا بہر حال بہتر ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ

رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اُتارا گیا جیسا کہ پہلے بھی بارہا اسی مضمون کو سمجھایا گیا ہے۔ مفسرین اس آیت پر جب غور کرتے ہیں تو ان کے سامنے یہ اُلجھن ہوتی ہے کہ رمضان مبارک میں تو سارا قرآن نہیں اُتارا گیا پھر یہ کیوں فرمایا گیا کہ وہ مہینہ جس میں قرآن اُتارا گیا اس کی توجیہات مختلف پیش کی جاتی ہیں مثلاً یہ کہ رمضان مبارک میں اس کا آغاز ہوا تھا۔ اور پہلی وحی جو غارِ حرا میں نازل ہوئی ہے وہ رمضان ہی کے کسی دن میں ہوئی ہے تو اس لئے یہ ایک خیال ہے کہ چونکہ شروع اس وقت ہوا تھا اس لئے شروع میں اُتارنے کا ذکر ہے (آگے مسلسل صفحہ ۵ پر)

تحریک جدید اور ذیلی تنظیموں کی نئی ذمہ داریاں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۵ر نومبر ۱۹۹۳ء کو مسجد فضل لنڈن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے جہاں تحریک جدید کے سال نو کا اعلان فرمایا وہاں ذیلی تنظیموں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ حسب سابق دفتر اوّل کو مضبوط بنانے کی ذمہ داری مجلس انصار اللہ کی ہے۔ دفتر دوم کی مجلس خدام الاحمدیہ کی ذمہ داری ہوگی اور دفتر سوم لجنہ اماء اللہ کی ذمہ داری ہوگی جہاں تک دفتر چہارم کا تعلق ہے وہ انصار اللہ کے سپرد ہے اس کے ساتھ یہ وضاحت کی جا رہی ہے کہ چھوٹے بچے انصار اللہ کے سپرد ہوں گے اور جو بالغ ہو کر اطفال الاحمدیہ کی تنظیم میں شامل ہیں ان کو چندہ تحریک جدید میں شامل کرنے کی ذمہ داری مجلس خدام الاحمدیہ کی ہوگی اور تمام نو مبائعین جو اللہ کے فضل کے ساتھ لاکھوں کی تعداد میں جماعت میں شامل ہو رہے ہیں وہ اپنی اپنی عمر کے لحاظ سے متعلقہ تنظیم کا حصہ ہوں گے۔

(مہتمم تحریک جدید بھارت)

بعض دوسرے مفسرین یہ سمجھتے ہیں کہ اگرچہ وحی مسلسل سارا سال نازل ہوتی رہتی تھی مگر رمضان میں قرآن کریم کو دہرایا جاتا تھا اور کوئی انسان تو نہیں آنحضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو قرآن دہراتا تھا۔ جبرائیلؑ کے ذریعے خدا تعالیٰ کی تجلی ظاہر ہوتی تھی اور وہ قرآن جو آپ پہ اتارا جا چکا تھا اس کی دہرائی کرواتا تھا کوئی تحریری شکل نہیں تھی جسے سامنے رکھ کر پڑھ کر آپ یاد کرلیں۔ آج کل کے زمانے میں بھی جو اچھا حافظہ رکھنے والے ہیں ان کو بھی بار بار قرآن کریم کے تکرار کی ضرورت پیش آتی ہے اور اگر یہ نہ میسر ہو اور ان کو پڑھنا بھی نہ آتا ہو تو وہ پھر بعض دفعہ دوسروں سے فائدہ اٹھاتے ہیں مثلاً اندھے قاری ہیں ان کے سامنے کوئی بچہ آکے بیٹھ جاتا ہے جس کو پڑھنا آتا ہے یا کوئی بڑا۔ وہ قرآن کریم کی دہرائی کرواتے رہتے ہیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی دہرائی کروانے والا تو جبرائیلؑ کے سوا اور کوئی نہیں تھا اس لئے ہر رمضان مبارک میں جبرائیلؑ حضرت اقدس محمد رسول اللہ کی قرآن کریم کی دہرائی کرواتے تھے اور مفسرین کا خیال ہے کہ یہ اسی طرف اشارہ ہے کیونکہ ہر دفعہ قرآن نازل ہوتا تھا جب وحی کا فرشتہ دوبارہ قرآن لے کر اترتا ہے۔ اس وقت تک جتنا قرآن نازل ہو چکا تھا اس کی دہرائی کی جاتی تھی یہاں تک کہ وہ پورا دور مکمل ہوا۔ تو یہ معنی ہیں کہ یہ ایک ایسا مبارک مہینہ ہے کہ اس میں سارا قرآن دہرایا جاتا ہے۔ آغاز بھی اسی مہینے سے ہوا اور پھر ہر مہینے وہ ساری وحی جو حضور اکرم محمد رسول اللہ پہ نازل ہو چکی تھی وہ اس مبارک مہینے میں دہرائی جاتی تھی۔

اس میں اور بھی فوائد ہیں۔ یہی آیت آگے ان فوائد کا ذکر کرتی ہے۔ اس مہینے کی برکت ایک تو یہ ہے دوسرے یہ کہ هُدًى لِّلنَّاسِ تمام بنی نوع انسان کے لئے یہ ہدایت ہے۔ تمام بنی نوع انسان کے لئے کیسے ہدایت ہوگیا؟ بات تو مومنوں سے شروع ہوئی تھی۔ کہا تو مومنوں کو جا رہا ہے کہ تم روزے رکھو۔ تو رمضان کا بنی نوع انسان کی ہدایت سے کیا تعلق ہے۔ اس مضمون کو قرآن کریم کی انہی آیات میں پہلے بیان فرما چکا ہے۔

كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ

یہ روزوں کا مضمون پہلی دفعہ بنی نوع انسان کے سامنے پیش نہیں کیا جا رہا۔ خدا تعالیٰ کا قانون ہے اور ہمیشہ سے چلا آیا ہے کہ تمام وہ قومیں جن کو آسمانی ہدایت عطا ہوئی ہے ان کو روزہ رکھنے کا کسی نہ کسی رنگ میں حکم دیا گیا تھا اور رمضان میں تمام بنی نوع انسان کے لئے ہدایت ہے۔ اس سے مجھ پہ یہ مضمون کھلتا ہے کہ روزے کا جب بھی آغاز ہوا تھا وہ رمضان ہی میں ہوا تھا اور چونکہ بنی نوع انسان آغاز میں ایک ہی تھے جیسا کہ حج کی آیت میں بھی لِلنَّاسِ کا ذکر آیا ہے یعنی کعبے کا بیت اللہ اس کی برکتوں کا ذکر کرتے ہوئے هُدًى لِّلنَّاسِ کا ذکر ہی آتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ آغاز میں چونکہ وہی ایک کعبہ تھا جو تمام بنی نوع انسان کے لئے تھا اس وقت ایک نبی کے پیچھے سب بنی نوع انسان مجتمع تھے پس اس بات نے اس وقت دہرایا جانا تھا جبکہ دین کامل ہو جاتا اور ایک دفعہ پھر تمام بکھرے ہوئے بنی نوع انسان کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنا تھا یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ہاتھ پر اور ایک کعبہ کی طرف مائل کرنا تھا یہ وہی کعبہ ہے جس سے خدا کی توحید کی طرف بنی نوع انسان کو بلانے کا آغاز ہوا تو یہی روزے والا مضمون نظر آتا ہے کہ رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو روزے کی تعلیم دی اور بیچ میں پھر دنیا بکھر گئی مختلف اوقات مقرر ہوگئے مختلف شکلیں ظاہر ہوئیں لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ہاتھ پہ ایک دفعہ پھر بکھری ہوئی انسانیت کو مجتمع کرنا تھا اور تمام قوموں کو امت واحدہ بنانا تھا تمام مذاہب کو ایک جھنڈے تلے جمع کرنا تھا پس رمضان ہی کو چنا گیا تاکہ اسے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے استعمال کیا جائے۔ اس مضمون کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ

بنی نوع انسان کی جو عام ہدایت ہے اس کا تعلق تو ایک عام مضمون سے ہے اور آغاز سے بھی ہے لیکن قرآن میں ایک اور بات بھی پیدا ہوئی ہے وہ عام ہدایت کی تکمیل کرتا ہے پس رمضان میں بھی ایک اور بات پیدا ہو چکی ہے جس شان کے ساتھ رمضان کی عبادت اور رمضان کے حق ادا کرنے کی تعلیم حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے دی اس سے پہلے کبھی کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس کو یہ تعلیم دی گئی ہو تو اگر صرف هُدًى لِّلنَّاسِ کہہ کر بات چھوڑ دی جاتی تو پھر اس رمضان میں اور گزشتہ رمضانوں میں یا دوسرے مہینوں میں جن میں روزے اترے یا روزے فرض رکھے گئے کوئی خاص فرق نہ رہتا۔ ایک جیسی ہی ہدایت سب کے لئے تھی مگر قرآن کریم یہ امتیاز دکھانا چاہتا ہے کہ یہ رمضان اور ہے اور وہ رمضان اور تھے جو اس سے پہلے گزرے ہیں اب وہ کتاب نازل ہوئی ہے وہ قرآن نازل ہوا ہے وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ جو صرف ہدایت ہی پیش نہیں کر رہا ہدایت تھا جو سب سے زیادہ روشن نشانات ہیں ہدایت کی سب سے اعلیٰ اور ارفع شکلیں اور سب سے زیادہ چمکتی ہوئی صورتیں وہ دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہے اور یہ رمضان جو مسلمانوں پر فرض کیا جا رہا ہے یہ ہدایت کے مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے اس کی بہترین صورتوں تک پہنچاتا ہے۔

"والفرقان" اور پھر فرقان عطا کرتا ہے۔ فرقان سے مراد ہے ایسی روشن دلیل جو فرق کرکے دکھا دے جو اپنے اندر خود تمیز کرنے کی طاقت رکھتی ہو پھر ایسی دلیل جو غالب آنے والی ہو۔ پس فرمایا کہ قرآن کریم کی جو تعلیم دی جا رہی ہے اور قرآن کریم نے جو رمضان تمہارے سامنے رکھا ہے اس کے ذریعے تمہیں عام ہدایت بھی ملے گی جو تمام بنی نوع انسان میں مشترک ہے وہ ہدایت بھی ملے گی جو اس سے زیادہ درجہ کی ہدایت ہے اور جسے بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ کہا جا سکتا ہے اور پھر تمہیں فرقان نصیب ہوگی اور یہ ساری برکتیں رمضان کے ایک مہینے میں اکٹھی کر دی گئی ہیں۔

پھر فرماتا ہے

فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

اس سے پہلے بھی حکم دیا جا چکا ہے کہ روزے رکھو، فرض ہو چکے ہیں۔ اب اس مضمون کو کھول کر بیان کرنے کے بعد پھر دعوت دی جا رہی ہے اب تم سمجھ گئے ہو ناکہ یہ کیا چیز ہے۔ تم پر خوب کھول دیا گیا ہے کہ اس مہینے کی عظمت کیا ہے؟ اب پھر تمہیں بلاتے ہیں۔ جس کو بھی یہ توفیق نصیب ہو کہ وہ اس مہینے کو پالے فَلْيَصُمْهُ تو اس مہینے کے ضرور روزے رکھے۔

وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ

ہاں جو مریض ہو حقیقتاً بیمار ہو یا سفر پہ ہو تو ان کے لئے حکم یہی ہے کہ وہ بعد کے دوسرے ایام میں یہ روزے پورے کریں۔

يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

نیکی کا فلسفہ یہ نہیں ہے کہ اللہ تمہیں تکلیف میں ڈالتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے۔ نیکی کا مضمون بہت وسیع ہے۔ نیکی کے دوران تکلیف بھی آتی ہے لیکن تکلیف مقصد نہیں ہوا کرتی۔ پس ہر وہ تکلیف جو انسان اپنی طرف سے نیکی سمجھ کے برداشت کرے لازم نہیں کہ نیکی ہو۔ نیکی کی تکلیف میں ایک مقصد داخل ہوتا ہے ہر وہ تکلیف جو اعلیٰ مقصد کی راہ میں آتی ہے وہ نیکی ہے اس کے سوا کوئی تکلیف نیکی نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ نہ سمجھنا کہ رمضان میں تم تکلیفیں اٹھاؤ گے اور خدا کو راضی کرلوگے چنانچہ ایسے لوگ جو سمجھتے ہیں کہ رمضان کی جو شدت ہے وہی نیکی ہے وہ بعض دفعہ اتنی سختی کرتے ہیں روزے کے دنوں میں خصوصیت سے صوبہ سرحد میں اور دیگر پٹھان علاقوں میں یہاں تک حد سے تجاوز کیا جاتا ہے کہ آدمی اگر روزہ رکھ کر گرمیوں کے دنوں میں بے ہوش ہوکر زمین پہ جا پڑے تو اس

کے منہ میں پانی کا قطرہ نہیں ڈالنے دیتے۔ جب تک پہلے تھوڑی سی مٹی یا ریت ڈال کے نہ دیکھیں کہ منہ میں کوئی لعاب کا نشان باقی ہے کہ نہیں۔ اگر وہ مٹی سوکھی نکل آئے تو پھر کہتے ہیں حق ہے اس کا روزہ تڑوا دو اور اگر کہیں تھوک لگا ہوا دکھائی دے دے تو کہیں گے نہیں ابھی نہیں ابھی مرنے میں کچھ وقت باقی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں کس نے بتایا ہے کہ ہم تمہیں تکلیف دے کے خوش ہوتے ہیں نیکی کا مضمون بہت گہرا اور بہت وسیع اور بہت اعلیٰ ہے۔ نیکی اگر مقصد ہو تو اس راہ میں جو تکلیف آئے وہ خوشی سے برداشت کرنا اس نیکی کو چار چاند لگا دیتا ہے لیکن وہ تکلیف ہرگز مقصود نہیں ہوتی۔ پس فرمایا ہم تمہیں مصیبتوں میں نہیں ڈالنا چاہتے ہم دیکھتے ہیں کہ جس کی جو توفیق ہو اس کے مطابق اس پر بوجھ ڈالتے ہیں اگر تم کو توفیق نہیں بعد میں رکھ لینا اور پھر بعد میں اپنی مرضی پر چھوڑ دیا جب چاہو رکھ لو جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تکلیف مراد نہیں تھی ورنہ رمضان کے گرمی کے روزوں کے متعلق قرآن کریم حکم دیتا کہ تم نے گرمی کی شدت میں روزے نہیں رکھے تھے اب دوبارہ گرمی کے مہینے میں انہی دنوں میں رکھنا یا کہیں سردی کے دنوں میں بعض علاقوں میں سردی کی وقت ہوتی ہوگی ان کے لئے بعض سردی کے روزے مشکل میں پڑ جاتے ہوں گے۔ ان کی راتیں بہت لمبی ہو جاتی ہیں اور لمبے عرصہ تک راتوں کو عبادت کرنا شاید بعضوں کے لئے دوبھر ہو۔ بہرحال مختلف موسموں کی مختلف اپنی بعض خصوصیات ہوتی ہیں اور بعض لوگوں کو میں نے دیکھا ہے گرمیوں میں چونکہ دن یہاں لمبے ہو جاتے ہیں سردی کے باوجود وہ کہتے ہیں ہم سے اتنی بھوک برداشت نہیں ہوتی اس سے تو بہتر تھا کہ ہم پاکستان چلے جاتے۔ چنانچہ ایک ہمارے مہمان آئے ہوئے تھے وہ گرمیوں میں روزے کے دنوں میں بیٹھے پاکستان یاد کر رہے تھے کہ وہاں چھوٹے تو تھے ناکم سے کم۔ پیاس تو کوئی بات نہیں مجھ سے بھوک نہیں برداشت ہوتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی ہے جو برداشت ہوتا ہے اس کے مطابق کر لو۔ "ایاماً اخر" ہیں۔ بعد کے ایام چن لو۔ دوسرے ہوں۔ ہم تمہیں تکلیف دینے کی خاطر نیکی نہیں کروا رہے۔ روزے میں بعض نیکی کی ایسی باتیں مضمر ہیں جنہیں اختیار کرو گے تو وہ نیکی بنے گی ورنہ محض بھوک سے یا پیاس کی تکلیف سے نیکی نہیں پیدا ہوگی۔

پھر فرماتا ہے وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ بس اتنی سی بات ہے کہ عدت ضرور پوری کرنا۔ اگر تیس روزے فرض ہیں تو تیس ہی رکھنے ہیں جتنے چھوٹے ہیں وہ پورے کرنے ہوں گے

وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

> **نیکی کا فلسفہ یہ نہیں ہے کہ اللہ تمہیں تکلیف میں ڈالتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے**

اور خوب اللہ تعالیٰ کی تکبیر بیان کرو اس کی عظمت اس کی بڑائی کے گیت گاؤ کہ اس نے تمہیں ہدایت عطا فرمادی ہے تاکہ اس کے نتیجے میں لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تاکہ تم شکر گزار بندے بنو۔ شکر کرنے والے بنو۔ دو باتیں عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ایک اس وجہ سے تکبیریں کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی اور ایک اس لئے کہ جب تم تکبیر بلند کرو گے خدا کی بڑائی کے گیت گاؤ گے تو پھر تمہیں شکر نصیب ہوگا۔ اللہ کا شکر اس طرح کیا کرتے ہیں۔

اب آخری بات جو دراصل روزے کا قبلہ اور کعبہ ہے ہر روزے کی انگلی اس بات کی طرف اٹھتی ہے بلکہ ہر نیکی ہر عبادت کی انگلی اسی طرف اٹھ رہی ہے۔ یہ وہ بیان فرمائی گئی ہے جو اس آیت کا معراج ہے یا اس مضمون کا معراج ہے۔ فرماتا ہے۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ

جب بھی لوگ تجھ سے پوچھیں کہ میں کہاں ہوں میرے متعلق سوال کریں فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ میں تو قریب ہوں یہاں یہ نہیں فرمایا کہ تو ان سے کہہ دے کہ میں قریب ہوں۔ ایک ایسے حاضر ناظر کا کلام ہے جو موجود ہے اور سننے والے سے پہلے اس کو جان لیتا ہے کہ سوال کیا پیدا ہوا ہے۔ یہ سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قلب مطہر تک پہنچتے پہنچتے جہاں باتوں کا آخری عرفان حاصل ہوتا ہے کچھ وقت لیتا ہے آواز کی لہریں بھی ایک صوت کو دوسری جگہ تک منتقل کرنے کے لئے کچھ وقت لیتی ہیں مگر اللہ تو ہر جگہ حاضر ناظر موجود ہے وہ جب خیال دل میں پیدا ہوتا ہے سوال اٹھ رہا ہوتا ہے اس وقت بھی جانتا ہے کہ کیا ہے تو فوراً جواب دے دیتا ہے "انی قریب" میں تو قریب ہوں۔

اس سے ایک بات تو یہ سمجھنی چاہئے کہ یہاں اس سوال سے اعلیٰ اور اوّل مفہوم خدا کی تلاش کرنے والوں کا سوال ہے یہ مراد نہیں ہے کہ لوگ جو مجھ سے مرادیں مانگتے ہیں ان کو کہہ دو کہ میں قریب ہوں یہ بھی معنی ہیں لیکن بعد میں آئیں گے اوّل معنی یہ ہے کہ مجھ سے لوگ سوال کرتے ہیں کہ اے محمد! تیرا رب ہے کہاں؟ کیا ہم بھی اس تک پہنچ سکتے ہیں؟ تو میں یہ جواب دیتا ہوں کہ میں قریب ہوں لیکن اس قرب کو محسوس کرنے کے لئے اس قلبی رویت کے لئے جن صلاحیتوں کی ضرورت ہے وہ صلاحیتیں پیدا ہونی ضروری ہیں آگے جاکر اس مضمون پہ بھی اللہ تعالیٰ روشنی ڈالے گا تو پہلی بات تو یہ سمجھ لیں

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ

کہ خدا تعالیٰ ہر وقت ہر طلب گار کے قریب موجود ہے اسے لمبے سفر کے بعد تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ دل کے معاملات ہیں اگر دل اخلاص کے ساتھ یہ فیصلہ کرے کہ میں اپنے رب تک پہنچنا چاہتا ہوں تو وہ ہر جگہ ہے۔ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ

اس میں دوسرا مضمون پھر آگیا کہ میں دعوت دینے والے کی دعوت کا جواب دیتا ہوں۔ اس میں پہلا معنی یہ ہے کہ قریب تو ہوں پر تم پوچھو گے تو میں جواب دوں گا۔ تمہارے دل میں خواہش ہی کوئی نہیں تو میں یونہی اپنے حسن سے پردے اٹھاتا پھروں۔ کوئی طلب گار آنکھ ہو تو اس کو جلوہ دکھاؤں۔ تو رمضان مبارک اللہ تعالیٰ کے جلوہ کی خاطر قائم فرمایا گیا ہے اور یہ آخری نتیجہ ہے رمضان کا اور رمضان کی نیکیوں کا۔ تو فرمایا تم پہلے اپنے دل میں اپنے رب کو حاصل کرنے کی طلب پیدا کرو یہ طلب ہوگی تو میں تمہارے قریب ہوں اور تم مجھے قریب پاؤ گے۔

دَعْوَةَ الدَّاعِ اور میں خاموش قریب نہیں ہوں بلکہ تمہاری دعوت کا جواب بھی دوں گا۔ تم پکارو گے تو میں جواب میں بولوں گا اور تم سے کلام کروں گا۔

فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

مگر ایک شرط ہے کہ تم بھی تو میری باتیں مانا کرو۔ اگرچہ یہ بات سب سے آخر پر رکھی ہے لیکن اصل میں اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اور سوال کے درمیان میں کھڑی ہے۔ مراد یہ ہے کہ میں قریب ہوں تمہاری بات کا جواب دیتا ہوں اور دوں گا فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ اس کا تقاضا یہ ہے کہ تم بھی لازماً میری باتوں کا جواب دیا کرو یہ نہ سمجھ لینا کہ جب ضرورت تمہیں پڑے مجھے آوازیں دو اور میں حاضر ہو جاؤں۔ یہ تو آقا اور غلام کا تعلق بن گیا یعنی آواز دینے والا آقا ہو گیا اور ہاں جی حاضر سائیں کہنے والا غلام بن گیا۔ اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جانا کہ میں جب کہتا ہوں کہ ہاں میں حاضر ہوں اور جواب دیتا ہوں تو ایک نوکر کی طرح نہیں ایک مالک کی طرح حاضر ہوں۔ ایک محبوب کی طرح حاضر ہوں، تم میں خادمانہ ادائیں ہوں گی تو میں مالک بن کر تم پر روشن ہوں گا تم میں عاشقانہ جذبے ہوں گے تو محبوب کی طرح میں تم پر

ظاہر ہوں گا اور تمہیں جلوے دکھاؤں گا۔ یہ مضمون ہے فَلْیَسْتَجِیْبُوْالِیْ کا۔ وہ لوگ جو خدا کی باتیں مانتے ہیں خدا ان کی اسی طرح مانتا ہے جس طرح وہ خادم جو آقا کی ہر بات پر لبیک کہتا ہے جب اس کو ضرورت پڑتی ہے تو کون آقا ہے جو دل کی وسعتیں رکھتا ہو اور پھر اس سے انکار کر دے۔ بعض بدکردار تنگ دل لوگ ایسے بھی ہیں جو ساری عمر خدمتیں لیتے ہیں اور جب ضرورت پڑتی ہے تو منہ پھیر لیتے ہیں وہ اللہ تو ان میں سے نہیں نعوذ باللہ من ذالک۔ اللہ فرماتا ہے تم مجھ سے عبدیت کا عبودیت کا تعلق رکھو میرے سامنے جھکو میری باتیں مانا کرو پھر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں کبھی تم سے دور نہیں رہوں گا جب تمہیں ضرورت پیش آئے گی میں تمہارے ساتھ ہوں گا جب تم مجھے پکارو گے میں تمہاری پکار کا جواب دوں گا۔

پھر فرمایا وَلْیُؤْمِنُوْابِیْ اور مجھ پر ایمان لے آؤ۔ اب ایمان ہی سے تو بات شروع ہوئی تھی۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ

اے وہ لوگو جو ایمان لے آئے ہو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تو یہ ساری بات ختم کر کے پھر ایمان کہاں سے لانا ہے۔ یہاں ایمان کے معراج کی بات ہو رہی ہے جیسے روزہ عبادت کے معراج پر خدا کو دکھاتا ہے اب یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ ایمان تو یہ ہوگا جب خدا تم سے بولے گا جب تم اس کے کان بند سے بن چکے ہو گے۔ جب اسے اپنے قریب دیکھا کرو گے جب وہ تمہاری باتوں کا جواب دے گا حقیقی ایمان تو وہ ہے ورنہ تمہیں کیا پتہ کہ تم ایمان لائے بھی ہو کہ نہیں۔ دور سے دیکھ رہے ہو ایک بات کا تمہیں خیال ہے کہ تم ایمان لاتے ہو مگر جب مشکلات کے وقت آتے ہیں جب مصائب کے زلزلے آتے ہیں تو تمہارے ایمان کی بنیادوں پر زلزلہ طاری ہو جاتا ہے اور بسا اوقات تمہارے ایمان بنیادوں سے اکھڑے جاتے ہیں۔ تو ایمان تو وہ ہے جو ہر قسم کے مصائب کے ابتلاء میں پڑنے کے بعد پھر بھی ثابت قدم رہے اور اسی طرح وہ آسمان سے باتیں کر رہا ہو جیسے ایک مضبوط تناور درخت جس کی جڑیں زمین میں قائم ہوں وہ ابتلاؤں اور زلازل کے وقت بھی اسی طرح ثابت قدم رہتا ہے اور اس کی شاخیں آسمان سے باتیں کرتی رہتی ہیں پھر فرمایا وَلْیُؤْمِنُوْابِیْ اب ہم تمہیں سمجھا رہے ہیں کہ ایمان اس کو کہتے ہیں۔ عبادت کے حق ادا کرو۔ خدا کے حضور جھکو اس کی ہر بات پر لبیک کہو اور اس کے نتیجے میں پھر کسی دور کی جنت کا انتظار نہ کرو بلکہ خدا کی جنت اپنی رضا لے کر تمہارے پاس کھڑی ہوگی۔ تمہاری ہر تمنا کو دیکھے گی اور ہر خواہش کا جواب دے گی۔ پس یہ وہ مضمون ہے جو رمضان مبارک سے تعلق رکھتا ہے پس مجھ پر وہ ایمان لے آئیں۔ اس کے بعد فرمایا لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ تاکہ عقل کامل حاصل کر سکیں۔ رشد ہدایت کو بھی کہتے ہیں اور عقل کو بھی کہتے ہیں اور حقیقت میں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔

تو امر واقع یہ ہے کہ اہل اللہ ہی ہیں جن کو عقل کامل نصیب ہوتی ہے اس کے بغیر یونہی دنیا کے ڈھکوسلے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اہل عقل ہیں لیکن جن کے فیصلے خدا کے حوالے سے نہ ہوں ان کے فیصلے کبھی درست نہیں ہو سکتے صرف اسی وقت درست ہوں گے جب خدا کا حوالہ اس طرف کھڑا ہو جس طرف ان کا اپنا مفاد کھڑا ہے جب دونوں کی سمت ایک ہو جائے گی تو وہ ضرور درست فیصلے کریں گے لیکن جہاں یہ سمت بدلے گی خدا ایک طرف ہوگا اور ان کا مفاد دوسری طرف وہاں وہ بے وقوف لوگ ہمیشہ اپنے مفاد کے حق میں فیصلے کریں گے اور خدا کے حق میں نہیں کریں گے تو ان کی عقل عارضی ہے اور وقتی حالات سے تعلق رکھتی ہے جب وہ حالات بدلتے ہیں تو عقل ماری جاتی ہے۔ پس آج دنیا کی بڑی بڑی قومیں جو اپنے سیاسی یا دیگر ملکی فیصلہ جات میں غلطیاں کرتی ہیں اس کی بنیادی وجہ آپ یہی دیکھیں گے کہ وہ خدا سے عاری فیصلے کرتے ہیں اگر اتفاقاً وہ بات ہدایت کی ہو جائے تو ہو جائے گی ورنہ جب جب ان کا مفاد عقل کل کے مفاد سے ٹکرائے گا وہ اپنے مفاد میں فیصلے کریں گے اور عقل کل کو ترک کر دیں گے۔

> **نیکی اگر مقصد ہو تو اس راہ میں جو تکلیف آئے وہ خوشی سے برداشت کرنا اس نیکی کو چار چاند لگا دیتا ہے لیکن وہ تکلیف ہرگز مقصود نہیں ہوتی**

رمضان مبارک میں ہم نے یہ سب کچھ حاصل کرنا ہے ایک مہینے کا سفر ہے اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ یہاں اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اتنی بڑی مصیبت نہیں ہے کہ تم سمجھو کہ او ہو بڑی مشکل میں پڑ گئے۔ ایک سال کا بارہواں حصہ ہی ہے نا۔ وقت گزار لو جہاں دوسری طرف ایک اور پیغام بھی ہے کہ یہ دن بار بار سال میں نہیں آئیں گے ایک سال میں یہ چند دن آئیں گے اور گزر جائیں گے بہار کے ایام ہیں ان سے فائدہ اٹھا لو۔ اگر نہ اٹھا سکے تو پھر سال بھر حسرت رہے گی اور تم حسرت سے دیکھو گے کہ کاش یہ چند دن ہم نیکیاں کر کے خدا کو راضی کر لیتے اور اس مہینے کی برکات سے مستفیض ہو سکتے۔ پس اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ ہیں جو تکلیف محسوس کرتے ہیں ان کو یہ سوچنا چاہئے کہ چند دن ہی تو ہیں گزر جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ سہارا دے گا اور توفیق بخشے گا پھر جس کو تم مشکل سمجھ رہے ہو آسان دکھائی دینے لگیں گے اور وہ لوگ جو حقیقت میں نیکی کا عرفان رکھتے ہیں اور اپنی کمزوریوں پہ نگاہ ہے ان کو علم ہے کہ بخشش طلب کرنے والی بہت باتیں پڑی ہیں۔ انسان اتنے گناہ کر چکا ہے، اتنا اپنے آپ کو داغدار کر چکا ہے کہ ایک رمضان کی بات نہیں، بیسیوں رمضان آئیں اور اسے دھوتے جائیں اور پتھروں پر پٹخنے جائیں تب بھی بعض ایسے داغ ہیں جو شاید مٹنے میں نہ آئیں اور یہ رمضان تو پھر چند دن میں گزر جائے گا اس لئے کمر ہمت کسو اور پورے ارادے کے ساتھ اور قوت کے ساتھ اور عزم صمیم کے ساتھ اس بات پر مستعد ہو جاؤ کہ اس مہینے میں جتنی نیکیاں ہم کما سکتے ہیں ضرور کمائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو جہاں تک بندے کی توفیق ہے اسے خوش کر کے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں یہ نسائی کتاب الصوم سے حدیث لی گئی ہے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف بیان کرتے ہیں۔

عن عبد الرحمٰن بن عوف عن رسول اللہ اَنَّهٗ ذَکَرَ رَمَضَانَ وَفَضَّلَهٗ عَلَی الشُّهُوْرِ وَقَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ کَیَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ

عبد الرحمٰن بن عوف بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے رمضان کا ذکر فرمایا اور دوسرے تمام مہینوں پر فضیلت دی اور فرمایا جس نے رمضان کو قائم کیا اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا پورے ایمان کے ساتھ اور محاسبہ کرتے ہوئے

وَقَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ کَیَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ

اس کے گناہ اس سے اس طرح زائل ہو جائیں گے جیسے اس دن گناہ اس کے ساتھ نہیں تھے جب اس کی ماں نے اسے پیدا کیا تھا۔ اب یہ بہت ہی عظیم خوشخبری ہے اس کا بھی اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ سے تعلق ہے۔ "ایام معدودات" سے جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا ایک عارف کو یہ خوف بھی تو ہوتا ہے کہ چند دن گزر جائیں گے میں پتہ نہیں اس سے

فائدہ اٹھا سکتا ہوں کہ نہیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے گر سکھایا ہے کہ اس طرح اس رمضان سے پیش آؤ کہ تم اس کی برکتوں سے پورا فائدہ اٹھا سکو ۔ جو یہ ہے کہ رمضان کو ایمان کے ساتھ قائم کرو اور احتساب کے ساتھ قائم کرو ۔

ایمان کا تعلق یہ ہے کہ ایمان کے جتنے تقاضے ہیں وہ اس رمضان میں تمہیں دکھائی دیں گے اور ایمان کے سارے تقاضے پورے کرو ۔ ایمان کا ایک تقاضا یہ ہے کہ دنیا سے بے پرواہ دنیا کی نظر سے غافل ، انسان محض اللہ کی رضا کی خاطر کوئی کام کرتا ہے اور اس کی خاطر پھر اعمال اختیار کرتا ہے ۔ پس آدھی رات کو اٹھنا جبکہ کسی کو خبر نہ ہو کہ کیا ہو رہا ہے اس وقت محض اللہ کی یاد کی خاطر اٹھنا اس کا گہرا ایمان سے تعلق ہے ۔ پس مراد ہے اپنی راتوں کو بھی جگا دو پھر خدا کے نام پر بار بار اس مہینے میں نیکی کرنا اور دین کے تمام فرائض کو پورا کرنا ایمان کی تفاصیل میں تمام عبادات داخل ہیں ۔ ایمان باللہ کا مطلب صرف یہ نہیں کہ اللہ کو کہہ دیا کہ اللہ ایک ہے یا اللہ موجود ہے ۔ ایمان باللہ کے اندر تمام اہل عرفان ، اہل علم جانتے ہیں کہ تمام نیکی کے مضامین جو ایمان لانے کے بعد انسان کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں ان سب کو قبول کرنا اور ان پر عمل کرنا ہے پھر " ایماناً " کہہ کر ایک بہت وسیع مضمون کو ایک لفظ میں بیان فرما دیا اس کے بعد کسی اور لفظ کی بظاہر ضرورت نہیں رہتی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ایک اور لفظ استعمال فرمایا ہے اور وہ ہے " احتساباً " کہ ہر لمحہ اپنا حساب کرتے رہنا یہ نہ سمجھنا کہ تم نیکیاں کر رہے ہو اگر تم نے نیکی پر نظر نہ رکھی ، اپنی نیتوں کو ٹٹولتے نہ رہے تو جس کو تم ایمان کے مطابق رمضان قائم کرنا کہتے ہو بسا اوقات وہ ایمان کے مطابق نہیں ہوگا بلکہ بعض اور تقاضوں کے نتیجے میں ہوگا ۔ رمضان کے مہینے میں کئی ایک قسم کے رواج چلتے ہیں اور انسان بظاہر یہ سوچتے ہوئے کہ یہ چیزیں منع تو نہیں ، جائز ہیں ان میں شدت اختیار کرتا ہے لیکن احتساب کے خلاف ہے مثلاً افطاریاں چلتی رہتی ہیں ۔ لمبی لمبی امیروں کی امیرانہ کے ساتھ مجالس ۔ بعض عرب ملکوں میں بلکہ شاید اکثر عرب ملکوں میں تو یہ رواج ہے کہ ساری ساری رات کھاتے پیتے اور بعض علاقوں میں تو ناچتے گاتے بھی ہیں اور ساری رات مجلسیں لگاتے ہیں اپنے گھروں سے کچھ کھانا اکٹھا کر کے لے آتے ہیں اور وہ کلوا جمیعاً ہوتا ہے اس طرح وہ صبح کا انتظار کرتے ہیں اور پھر جب روزے کا وقت آئے تو شاید سحری کھانے کا تو کوئی وقت ہی نہیں ، توفیق ہی نہیں ملتی ہوگی ۔ تو اس وقت کھانا پینا بند کیا اور روزہ شروع ہوگیا ۔ ایمان کا تقاضا یہ تو نہیں ہے ۔ ایمان کا تقاضا تو وہ ہے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پورا فرمایا کرتے تھے ۔ روایات میں آتا ہے کہ عام دنوں میں بھی آپ اپنی راتوں کو جگاتے تھے مگر رمضان میں جس شدت سے جگاتے تھے اس کی کوئی مثال دکھائی نہیں دیتی ۔ عام دنوں میں بھی آپ دن کو نیکیاں کرتے تھے عام دنوں میں بھی آپ غریب پروری فرماتے تھے ۔ مگر رمضان کے مہینے میں تو اس کی شکل ایسے ہو جاتی تھی جیسے عام بارشیں موسلا دھار بارش میں تبدیل ہو جائے ۔ اس طرح نیکی ہر طرف سے برسنے لگتی تھی پس اس کو کہتے ہیں ایمان کا حق ادا کرنا اور اس سلسلے میں احتساب لازم ہے ۔

انسان بظاہر سمجھتا ہے کہ رات کو مجلس لگانے میں کیا حرج ہے ؟ کب منع ہے ۔ روزے کا وقت شروع ہوگا تو پابند تھا شروع ہوگی مگر اس مزاج سے مختلف بات ہے روزے کے مزاج کے خلاف ہے کہ راتوں کو لغو مشاغل میں صرف کیا جائے ۔ بعض لوگ تو اس حد تک اس معاملے میں بے چارے لاعلم اور جاہل ہوتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے بلجیم کے مبلغ صاحب کا فون آیا کہ میں تو بڑی مشکل میں پڑ گیا ہوں کیا جواب دوں ۔ ہنس رہے تھے ، مراد یہ تھی کہ آپ بھی سن لیں کیا قصہ ہوا ہے کہنے لگے چار پاکستانی لڑکے جو بلجیم میں رہتے ہیں انہوں نے مجھے تہجد کے وقت فون کیا اور کہا کہ ایک ہمارا آپس میں اختلاف ہوگیا ہے آپ بتائیے حقیقی مسئلہ کیا ہے تو میں نے کہا فرمائیے کیا بات ہے ؟ انہوں نے کہا ہم شراب کے عادی ہیں تو چونکہ سارا دن شراب نہیں پینی ہوتی ہم نے فیصلہ کیا ہے ساری رات شراب پیئں گے ، وہ تو خیر ٹھیک ہے اس میں ہمارے درمیان کوئی اختلاف نہیں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ روزے سے تھوڑا سا پہلے شراب چھوڑ دینی چاہئے کیونکہ شراب سے روزہ نہیں ہو سکتا اور میرے ساتھی بعض کہتے ہیں کہ نہیں اگر ہم نے شراب چھوڑ دی تو اٹھو پہرہ روزہ بن جائے گا اور اٹھو پہرہ روزہ حرام ہے یہ نہیں ہو سکتا ۔ اب دیکھیں جہالت انسان کو کہاں سے کہاں لے جاتی ہے ۔

روزے کا ایک مزاج ہے اس کا مقصد خدا کو پانا ہے اس کا مقصد ہر نیکی کو اپنے عروج تک پہنچانا ہے ۔ پس ہر وہ بات جو اس شان کے خلاف ہر وہ انسان کو نیکی سے پرے پھینک دے گی ۔ تقویٰ اختیار کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے روزے کا مقصد تقویٰ بتایا ہے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو ۔

دوسری روایت بخاری کتاب الایمان سے لی گئی ہے اس میں حضرت ابو ہریرہؓ عرض کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ۔

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ
مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

جس نے بھی رمضان کو ایمان کے ساتھ اور احتساب کے ساتھ یعنی اپنے نفس کا مسلسل جائزہ لیتے ہوئے گزارا اور اس کا حق ادا کیا تو اس کا پھل یہ ملے گا کہ اس کے تمام گزشتہ گناہ بخشے جائیں گے ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں :

" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں بہت عبادت کرتے تھے ان ایام میں کھانے پینے کے خیالات سے فارغ ہو کر اور ان ضرورتوں سے انقطاع کر کے تبتل الی اللہ حاصل کرنا چاہئے ۔ "

یہ ایک ایسا مضمون ہے جسے عموماً بھلا دیا جاتا ہے اکثر جو بے چارے نیکی کے آغاز میں بعض نیکیاں اختیار کرتے ہیں وہ پرانی باتوں کے کچھ سہارے ساتھ لیکر چلتے ہیں مثلاً ایک شخص کو خدا کی خاطر بھوکا رہنے کی عادت نہیں ہے یا اس پہ دوبھر ہے تو وہ دن بھر تو افطاری کی تیاری کرتا ہے اور رات بھر سحری کی تیاری کرتا ہے اور انہی خیالات میں اس کے دن اور رات گزرتے ہیں ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھیں کیسے مرض کو پہچانا ہے اور کیسا عمدہ علاج تجویز فرمایا ہے " آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں بہت عبادت کرتے تھے ان ایام میں کھانے پینے کے خیالات سے فارغ ہو کر " باقی گیارہ مہینے بے شک خیالات رکھو لیکن مگر ان ایام میں ان خیالات سے فارغ ہو جایا کرو ۔ " اور ان ضرورتوں سے انقطاع کر کے تبتل الی اللہ حاصل کرنا چاہئے تاکہ تمہاری تمام توجہ اللہ ہی کی طرف ہو " اور اس میں روزے کی یہ حکمت بھی بڑے پیارے انداز میں بیان فرما دی کہ روزہ تبتل کے لئے ہے اور تکلیف کی خاطر بھوک اور پیاس نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بلکہ تبتل کے ذریعے یہ لازم ہے کہ اللہ کی طرف توجہ پھیرنی ہے اور تبتل کے بغیر گزارا نہیں ہے ۔ ہمیں سبق دینا ہے کہ کس طرح دنیا سے توجہ کاٹ کر خدا کی طرف مائل کی جاتی ہے ۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

" حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں ایک وہ جس نے رمضان پایا پھر رمضان گزر گیا اور اس کے گناہ بخشے نہ گئے ۔ "

یعنی اس نے رمضان کو ایماناً اور احتساباً نہیں گزارا ۔ اب یہ جو بحث ہے کہ گناہ بخشے گئے تھے کہ نہیں گئے تھے یہ بظاہر بڑی مشکل بحث دکھائی دیتی ہے کوئی سمجھتا ہوگا بخشے گئے کوئی سمجھتا ہوگا نہیں بخشے گئے بعض لوگ بعد میں بے چارے روتے ہیں دعائیں کرتے ہیں او ہو رمضان گزر گیا اور پھر بھی

ہم کچھ نہ کر سکے۔ اور

اب کے بھی دن بہار کے یونہی گذر گئے

اس مضمون پر شعراء نے اپنی حسرتوں کا بیان کیا ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم ★ نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

حضرت میر محمد اسماعیل صاحب نے رمضان ہی کے تعلق میں غالباً ایک نظم اس رنگ میں کہی تھی کہ وقت آیا، نیکیوں کا سماں آیا بہار آئی اور گذر گئی ہم نے کچھ چیزیں چھوڑیں کچھ نہ چھوڑیں لیکن حاصل یہ ہے نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ وہ بزرگ جو احتساب کرتے ہیں یہ ان کا تصور ہے کہ آیا ہم نے ایمان کے ساتھ رمضان گذارا ہے کہ نہیں۔ تو اس تصور میں یعنی اس احتساب میں زیادہ عاجزی اختیار کر جاتے ہیں۔ پس جو کمی رہ بھی جاتی ہوگی اللہ اس عاجزی کی خاطر اسے دور فرما دیتا ہوگا لیکن کچھ لوگ ہیں جن کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ ہم نے کچھ حاصل بھی کیا کہ نہیں کیونکہ رمضان گذرتے اس تیزی سے وہ واپس دوڑتے ہیں اُن سب باتوں کی طرف جو پہلے کیا کرتے تھے کہ جیسے کوئی لمبا غوطہ مار کر دوسری طرف سر نکالتا ہے گھبرا کر سر جھاڑتا ہے اور سانس لینے کی کرتا ہے تو یہ سانس بند کر کے رمضان میں جاتے ہیں اور اتنی تکلیف ہوتی ہے پرے کنارے تک پہنچتے پہنچتے کہ بڑی تیزی سے پھر وہ لمبے لمبے سانس لیتے ہیں۔ جو چیزیں چھوڑی ہوئی تھیں جو بدیاں ترک کر بیٹھے تھے ان کو پورے زور اور شدت کے ساتھ دوبارہ شروع کرتے ہیں کہ چلو تھوڑا سا تو سکون ملے گذر گیا جو مہینہ گذرنا تھا۔ اب ان کا بخشش سے کیا تعلق ہوا۔ کیونکہ گناہوں کی بخشش کا مطلب یہ ہے کہ گناہوں کی طرف سے توجہ پھیر دی جاتی ہے گناہوں کی خواہش مٹا دی جاتی ہے۔ اور اگر دائماً نہیں تو کچھ عرصے تک تو اس کے نشان ملیں۔ دُنیا پھر انسان کو کھینچتی ہے اور یہ مضمون بھی پہلی احادیث میں ملتا ہے، قرآن میں ملتا ہے بعض لوگ بار بار استغفار کرتے ہیں اور اللہ بخش بھی دیتا ہے۔ اور اسی حالت میں انسان زندگی گذار دیتا ہے۔ پھر اللہ کی مرضی ہے انہیں کس حالت میں وفات دے اگر وہ خدا سے دوری کی حالت میں مر جائیں تو نامراد ہے اگر اس حالت میں خدا تعالیٰ ان کی جان لے جبکہ اس کی بخشش کے نتیجے میں وقتی طور پر گناہ کا میل بھی دُھل چکا تھا گناہ کی طرف میلان مٹ چکا تھا ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ کا بندہ یہ سمجھ سکتا ہے کہ وہ اس میں کامیاب ہو گیا مگر یہ تجارب بھی بار بار ہونے والے تجارب ہیں ان کے بغیر انسان یہ تصور کر سکتا۔

پس دو ہی صورتیں ہیں بخشش کے یقین کی۔ ایک یہ کہ رمضان آئے اور گناہوں کے سارے خیالات کو دھو کر اس طرح پرے پھینک دے جیسے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ایک نوزائیدہ بچہ ہے۔ نوزائیدہ بچہ پاک آتا ہے لیکن بد بھی ہو جاتا ہے۔ اس کا بعد میں بد ہونا یہ تو ثابت نہیں کرتا کہ وہ نوزائیدہ تھا ہی نہیں مگر بد ہونے میں وقت لگتا ہے۔ کتنی دیر اس کو بلوغت کا انتظار کرنا پڑتا ہے کتنی دیر ابتلاؤں اور امتحانوں میں پڑنے کا انتظار کرنا پڑتا ہے اچانک تو نوزائیدہ بچہ بد نہیں ہوا کرتا ... ایک لمبے عرصے تک بدی کی خواہش ہی نہیں ہوتی اور اکثر بدیوں سے اس لئے محروم ہوتا ہے کہ ان کا تصور بھی کوئی نہیں رہتا۔

پس اگر رمضان بدیوں کو اس طرح مٹا کر جاتا ہے کہ اس کی تمنائیں ملیا میٹ ہو جاتی ہیں یا مٹ جاتی ہیں۔ وہ خواہشیں مرنے لگتی ہیں اور پھر بعد میں ان کو دوبارہ ارادتاً زندہ کرنے کی کوشش نہیں کرتا تو بعد میں ممکن ہے ایسا شخص بھی دھوکہ کھا جائے اور گر جائے لیکن عموماً ہم کہہ سکتے ہیں کہ رمضان کچھ بخشش کے سامان اس کے لئے پیچھے چھوڑ گیا۔

پس اپنے لئے دُعائیں کریں اور یہ دُعائیں کرتے ہوئے رمضان میں داخل ہوں کہ جو رمضان کے اعلیٰ مقاصد ہیں ہم ان کو حاصل کرنے والے ہوں۔ ہماری بدیاں جھڑ جائیں ہمارا احتساب کامل ہو اور ہمارا ایمان زندہ ہو جائے اور اس کے تمام تر تقاضے پورے کرتے ہوئے ہم اس خدا کو پالیں جس کی طرف رمضان ہمیں انگلی پکڑ کر لے جا رہا ہے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ میں تشہد کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

آج نماز جمعہ کے بعد کیونکہ ابھی بھی جمعہ کے اختتام تک عصر کا وقت شروع ہو چکا ہوتا ہے۔ نماز عصر ہو گی اور اس کے معاً بعد تین جنازے ہوں گے۔ یعنی جنازہ غائب۔

ایک حضرت شیخ مسعود الرحمٰن صاحب صحابیؓ جن کا وصال جرمنی میں ہوا ہے اور اب غالباً ربوہ میں لے جا کر ان کی تدفین بہشتی مقبرے میں کر دی گئی ہے۔ حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحبؓ کے بیٹے تھے ننانوے سال دو ماہ کی عمر پائی۔ پہلے نام مسعود احمد تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خاندان کے باقی ناموں کی مناسبت سے آپ کا نام مسعود الرحمٰن رکھ دیا تھا۔

دوسرے ہمارے شہید مکرم رانا ریاض احمد خان صاحب ابن رانا عبدالستار صاحب ٹاؤن شپ (لاہور)۔ ان کے والد صاحب بھی شدید مضروب ہیں۔ بہت ظالمانہ طور پر آپ کو زخمی کیا گیا ہے ان کے لئے بھی دُعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو شہادت کی سعادت کا عرفان نصیب فرمائے اور اس کے غم پر اس سعادت کی خوشی بھاری ہو جائے۔

اسی طرح ہمارے عزیزم احمد بن ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب اور عزیزہ امۃ الحی چوہدری حمید نصر اللہ صاحب۔ ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب کے بیٹے تھے عزیزہ امۃ الحیؒ کے بطن سے۔ بعد میں عزیزہ امۃ الحیؒ کی شادی چوہدری حمید نصر اللہ صاحب کے ساتھ ہوئی اس لئے ان کے ساتھ بھی ایک بیٹوں والا رشتہ رہا بچپن سے۔ ان کو بھی ۶؍جنوری کو لاہور میں شہید کر دیا جا چکا ہے۔ اس کی تفاصیل جب حاصل ہوں گی تو انشاء اللہ بعد میں بیان کر دی جائیں گی۔

ان کی نماز جنازہ غائب نماز عصر کے معاً بعد ہو گی۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

اعلان برائے مجالس انصار اللہ بھارت

جملہ ناظمین علاقائی۔ زعمائے مجالس سے درخواست ہے کہ اجتماع سالانہ کے بعد ہم بفضلہ تعالیٰ نئے سال میں بلحاظ کارگذاری داخل ہو چکے ہیں۔ ابھی سے ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو سال نو کے لئے بہتر رنگ میں پیش کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ اُمید ہے ناظمین علاقائی و زعمائے مجالس جلد سے جلد تجنید فارم۔ بجٹ فارم تمام مجالس سے تکمیل کرا کے جلد بھجوانے کی کارروائی فرمائیں گے۔

بہت سی مجالس کی ماہوار رپورٹیں باقاعدگی سے نہیں ملتیں۔ قرآن مجید ناظرہ و باترجمہ کے بارہ میں ہر مجلس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق کلاسز کا انتظام لازمی ہے۔ اس امر کا ماہوار رپورٹوں میں ضرور ذکر کیا جائے خدا تعالیٰ سب کو احسن رنگ میں اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

صدر مجلس انصار اللہ بھارت

ولادتیں

(۱):۔ خاکسار کے بیٹے عزیز عبدالرشید پرویز کو اللہ تعالیٰ نے ۲؍فروری ۹۷ء کو بیٹی عطا فرمائی ہے جس کا نام "موبیہ سلطانہ" تجویز کیا گیا ہے۔ نومولودہ کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور صالحہ خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔ (اعانت بدر /۲۵ روپے)

(عبدالستار بنارس)

(۲):۔ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو تین لڑکیوں کے بعد ۸؍۲؍۹۷ کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم عبدالعزیز صاحب اُستاد تیاپوری کا پوتا اور مکرم قریشی عبدالرحمٰن صاحب تیاپوری مدرس وظیفہ یاب مرحوم کا نواسہ ہے۔ بچے کے نیک صالح اور خادم دین ہونے۔ نیز اہلیہ کی صحت یابی کے لئے درخواست دُعا ہے۔ (اعانت بدر /۲۵ روپے۔ تشکرانہ فنڈ /۲۵ روپے)

(محمد عبداللہ اُستاد گلبرگہ)

بدر کی توسیع اشاعت احباب جماعت کا قومی فریضہ ہے!

(مینیجر بدر قادیان)

منقولات

ایک سے زائد شادی میں ہندو مسلمانوں سے بہت آگے

نئی دہلی ۱۴ جون ، ملک میں ایک مخصوص گروہ کئی برسوں سے اس پروپگنڈے میں مصروف ہے کہ ہندوستان میں مسلمان کی چار بیویاں ہیں اور وہ "ہم پانچ اور ہمارے پچیس" کے نعرے پر عمل کر رہے ہیں۔ لیکن سرکاری اعداد و شمار اس تنسیخ ہی کچھ اور ہی کہانی سنا رہے ہیں۔ ہندوستان میں خواتین کی حالت اور حیثیت کے بارے میں ۱۹۷۵ء میں قائم کی گئی کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ ایک سے زیادہ شادیوں کے معاملے میں ہندو مسلمانوں سے بہت آگے ہیں۔

رپورٹ کے مطابق ۴۱۔ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں ایک سے زیادہ شادیاں کرنے والے ہندوؤں کا اوسط ۶٫۸ فیصد اور مسلمانوں کا ۷٫۳ فیصد تھا ۱۹۴۱ ۱۹۵۱ء کی مردم شماری کے مطابق ہندوؤں میں یہ اوسط ۷٫۲ ہوگیا جبکہ مسلمانوں کا ۷ فیصد تھا۔ ۶۱ - ۱۹۵۱ء کی مردم شماری کے مطابق ہندوؤں میں ایک سے زیادہ شادیاں کرنے والوں کا اوسط ۵٫۱ فیصد اور مسلمانوں میں ۴٫۳ فیصد تھا۔

ان اعداد و شمار کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے بمبئی کی ایک خاتون ریسرچ اسکالر ملکہ بی مستری نے جو پارسی ہیں کہا ہے کہ اگر قبائل بدھ اور جین فرقوں سے تعلق رکھنے والے افراد میں ایک سے زیادہ شادیاں کرنے والے افراد کی تعداد کو شامل کر دیا جائے تو ایک سے زیادہ شادیاں کرنے والے ہندوؤں کی تعداد میں بہت اضافہ ہو جائیگا کیونکہ قبائل کو ہندو تسلیم کیا گیا ہے اور دستور میں دفعہ ۲۵ کے تحت بدھ اور جین فرقوں سے تعلق نہ رکھنے والے افراد کو بھی ہندو قرار دیا گیا ہے۔ ملکہ بی مستری کے مطابق قبائل میں ایک سے زیادہ شادیاں کرنے والوں کا اوسط ۱۸ فیصد ہے جبکہ بدھ مت کے پیروؤں میں یہ اوسط آٹھ فیصد اور جینیوں میں ۷٫۶ فیصد ہے۔

(آزاد ہند کلکتہ ۱۵/۶/۹۳)

بسپا کے اشتعال انگیز نعروں سے یوپی میں خون خرابہ ہونا یقینی

ملائم سنگھ سرکار کو دلت نعرے اشتعال انگیزی فوراً بند کرنے کی مانگ

سہارنپور ۱۶ دسمبر ملائم سنگھ یادو کی سرکار کا سورن جاتیوں خاص کر براہمنوں کے بارے موجودہ نظریہ جاری رہا۔ تو پردیش میں طبقاتی سنگھرش اور خون خرابہ یقینی ہے۔ یہ جیتاؤنی اکھل بھارتیہ براہمن سنگھٹن کے قومی کنوینر شری وجے شرما نے آج جرنلسٹوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا۔ انہوں نے کہا کہ ان کے گٹھ جوڑ میں شامل بہوجن سماج پارٹی کے نیتا جو نعرے لگا رہے ہیں۔ اُن کا نمونہ دیکھئے "تلک ترازو اور تلوار ان کو مارو جوتے چار"، " بنیئے صاف۔ کھشتری ہاف۔ اور براہمن صاف"، "ابھی ابھی تو نوکری بعد میں لیں گے چھوکری۔" اس طرح کے نعرے گاؤں گاؤں میں گونج رہے ہیں۔ شری شرما نے کہا کہ ابھی تک تو دیش فرقہ وارانہ آدھار پر ہی بٹا ہوا تھا۔ لیکن اب جاتیوں کے آدھار پر بانٹنے کی سازش چل رہی ہے جسے سبھی دیش بھگتوں کو ایک جٹ ہو کر روکنا چاہیئے۔

انہوں نے کہا کہ ۱۴ کروڑ ہریجنوں کو ہندو سماج سے کاٹنے کی جو سازش چل رہی ہے اس کے پیچھے بین الاقوامی قوتیں کام کر رہی ہے۔ انہی قوتوں نے پہلے سکھوں اور ہندوؤں کو بانٹنے کی سازش کی جو ناکام رہا۔ اب یہی قوتیں ہندو سماج کا شیرازہ بکھیرنے کے لئے ہریجنوں اور سورن جاتیوں میں کھلی لڑائی کی دعوت دے رہی ہیں۔ شری شرما نے کہا۔ کہ شری یادو کی سرکار نے نقل کے خلاف آرڈی نینس واپس لے کر اچھا نہیں کیا۔ اس سے سارا تعلیمی نظام داغدار ہو جائے گا۔ اور پردیش کے طلبا کو پردیش کے باہر کوئی نہیں پوچھے گا۔

(ہند سماچار جالندھر ۱۶ دسمبر ۱۹۹۲ء)

پادری کو شادی کی اجازت

ویٹیکن سٹی ۲۰ جولائی پوپ جان پال دوئم نے کہا ہے کہ پادری بننے کے لئے مجرد غیر شادی شدہ زندگی گذارنا ضروری نہیں ہے لیکن غیر ازدواجی جنسی تعلقات کو برداشت نہ کرنے کا اپنا اصول ویٹیکن برقرار رکھے گا۔ مغرب میں پادری بننے میں لوگوں کی دلچسپی روز بروز کم ہو رہی ہے اور جو پہلے سے پادری ہیں ان میں سے بہت سے یہ کام چھوڑ رہے ہیں اس کی وجہ پادریوں کے لئے غیر شادی شدہ ہونے کی شرط بتلائی جاتی ہے۔ پادریوں کے جنسی اسکینڈلوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے رومن کیتھولک چرچ پر کئی طرف سے انگلیاں اٹھنے لگی ہیں۔ پادریوں کے جنسی اسکینڈلوں کا مسئلہ امریکہ میں خاص طور سے پریشان کن ہے جہاں پوپ اگلے ماہ جائیں گے۔ کل سیاحوں اور زائرین سے بات چیت کرتے ہوئے پوپ جان پال دوئم نے کہا کہ پادری بننے کے لئے غیر شادی شدہ ہونا لازمی نہیں ہے تاہم کیتھولک چرچ پادریوں کے لئے غیر شادی شدہ زندگی کو بدستور ترجیح دیتا رہے گا۔

(آزاد ہند کلکتہ)

پاکستانی سینیٹ میں حافظ حسین احمد کی اذان

اذان غلط ہو گئی قبلہ کسی اور طرف ہے۔ سمیع الحق • ہمیں ان کا قبلہ درست کرنا پڑے گا۔ فضل آغا

سہ پہر ایک بجکر ۵۰ منٹ پر جے یو آئی کے پارلیمانی لیڈر سینیٹر حافظ حسین احمد نے وفاقی وزیر ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی کی تقریر روک کر ایک نکتہ اعتراض پیش کرنے کی اجازت چاہی سینیٹر بشیر احمد مٹہ نے جو اجلاس کی صدارت کر رہے تھے انہیں اجازت دیدی جس پر حافظ حسین احمد نے کہا کہ وہ اذان دینا چاہتے ہیں وزیر سماجی بہبود ڈاکٹر شیر افگن نے جواب دیا کہ ضرور دیجئے۔ جس کے ساتھ ہی حافظ حسین احمد نے اپنی نشست پر لگے مائکرو فون پر اذان دے دی۔ اذان کے بعد حافظ حسین احمد اپنی کتابیں اٹھا کر ایوان سے باہر چلے گئے ان کے مخالف سمیع الحق گروپ کے سربراہ سینیٹر مولانا سمیع الحق نے کہا کہ اذان غلط ہو گئی۔ قبلہ کسی اور طرف ہے وزیر قانون سید اقبال حیدر جو اس وقت مولانا سمیع الحق کے ساتھ والی نشست پر بیٹھے تھے تیزی سے اپنی نشست پر پہنچے اور پوائنٹ آف آرڈر پر کہا کہ اذان ہم سب کے لئے باعث احترام ہے لیکن یہاں قبلہ رخ ہوئے بغیر اذان دے دی گئی ہے حافظ صاحب تو عالم دین ہیں ان سے یہ توقع نہیں تھی کہ وہ اپنی مرضی سے قبلہ بنا لیں گے انہوں نے اجلاس کے صدر نشین سے کہا کہ حافظ صاحب کو اذان کی اجازت نہیں دینا چاہیئے تھی۔

صدر نشین بشیر احمد مٹہ نے کہا کہ میں نے تو حافظ صاحب کو اذان کی اجازت نہیں دی تھی جب انہوں نے اذان کی اجازت چاہی تو وزیر صاحب شیر افگن نے خود اس کی اجازت دیدی اور مجھے فیصلہ کرنے کا موقع ہی نہیں دیا جس کے ساتھ ہی انہوں نے اذان شروع کر دی جس کے بعد انہیں روکنا مناسب نہیں تھا۔ مسلم لیگ کے سینیٹر سید فضل آغا نے کہا کہ وزیر قانون "حواریوں" پر بہت تنقید کرتے رہے ہیں۔ حافظ صاحب قرآن کے حواریوں میں سے ہیں پارلیمنٹ میں پہلی مرتبہ اذان ہوئی تو وہ بھی غلط ایسا لگتا ہے کہ پیپلز پارٹی والوں کی وجہ سے ان مولویوں کا قبلہ بھی بدل گیا ہے۔ اب ہمیں ان سب کا قبلہ بھی درست کرنا پڑے گا اور انہیں اصل قبلہ رخ کرانا پڑے گا۔

(روزنامہ جنگ پاکستان)

(مرسلہ حمید الدین شمس مبلغ انچارج بنگال و آسام)

درخواست دعا

خاکسار کے پوتے عزیز محمد شمیر احمد سلمہ (واقف نو) بعمر چھ سال ابن عزیز محمد عبد المجیب شاہد سلمہ نے بفضلہ تعالیٰ ۲۵ فروری ۱۳ رمضان المبارک) کو قرآن کریم ناظرہ ختم کیا ہے الحمد للہ۔ درخواست دعا ہے کہ مولیٰ کریم دینی و دنیوی برکتوں سے نوازے اور اسے وقف نو کے اہم بالشان تقاضوں کو صحیح رنگ میں پورا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین (اعانت بدر و شکرانہ ۱۰/-)

(خاکسار۔ محمد عبد الرشید دلبو دگی حیدر آباد)

ہماری تبلیغی و تربیتی مساعی

مدراس بک فیئر میں احمدیہ بک سٹال

گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی ۱۲؍۹۷ تا ۲۶؍۹۷ مدراس بک فیئر میں جماعت کی طرف سے بک سٹال لگایا گیا۔ جس میں مختلف زبانوں کا لٹریچر رکھا گیا۔ اس بک فیئر میں دو ہزار پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ اور ۶۰۰۰؍ روپے سے زائد کی کتب فروخت کی گئیں۔ ہر روز خدام بڑی دلچسپی کے ساتھ اس بک سٹال میں ڈیوٹی دیتے رہے۔ بعض زائرین نے اپنے تأثرات قلمبند کئے بہت سے افراد سے تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ اور انہیں احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔

اس بک فیئر کے انتظام کے سلسلہ میں احباب جماعت مدراس خصوصاً مکرم نعیم احمد صاحب مدراسی، مکرم شیراز احمد صاحب قائد مجلس خدام تامل ناڈو اور مکرم بشارت احمد صاحب نے خدمات سرانجام دیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ اور ہماری اس حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ (مزمل احمد مبلغ سلسلہ مدراس)

کلکتہ میں ہفتۂ قرآن مجید

مجلس انصار اللہ کلکتہ کی جانب سے ۲۱ر تا ۲۷ر فروری ۹۷ء مسجد احمدیہ کلکتہ میں ہفتہ قرآن مجید منایا گیا۔ جس میں روزانہ تلاوت و نظم کے بعد مقررین نے قرآن کے مختلف موضوع پر تقاریر کیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری یہ حقیر مساعی قبول فرمائے۔ (محمد نیر الدین انور سیکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ کلکتہ)

کلکتہ اور لبغان میں عظیم الشان بک فیئر

کلکتہ میں کتب کا عظیم الشان میلہ منعقد ہوا۔ جس میں ۲۰ لاکھ افراد نے شمولیت فرمائی۔ یہ بک فیئر دس روز تک رہا۔ خدام و انصار و لجنات نے ذوق و شوق سے شمولیت فرمائی۔ مکرم داؤد احمد خان صاحب قائد مجلس مع خدام خصوصی تعاون فرمایا۔ ستر ہزار افراد نے ہمارے اسٹال کی وزٹ کی۔ متعدد افراد سے تبادلہ خیال ہوا۔ جس میں قابل ذکر چاند مل چوپڑا جیسے ہائی کورٹ ہیں۔ جنہوں نے قرآن مجید کو بین کرنے کے لئے ہائی کورٹ کلکتہ میں چند سال قبل مقدمہ درج کیا تھا۔ ان کے تمام اعتراضات کے جوابات دیئے گئے۔ مقامی بنگلہ روزنامہ نے احمدیہ بک اسٹال کا ذکر کیا۔ قریباً بارہ ہزار روپے کی کتب فروخت ہوئیں۔ مختلف غیر احمدیوں نے احمدیہ ٹیلی ویژن کی تعریف کی۔ اور اب بعض متعصب غیر احمدی بھی کہتے ہیں کہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ ہی لگاؤ کہ کم از کم خدا رسول کی باتیں تو کرتے ہیں۔ الحمد للہ۔ اس بک فیئر کے منتظمین نے ہزاروں کی تعداد میں ایک سووینیر شائع کیا جس میں جماعت احمدیہ کے بک اسٹال اور جماعت کا خوبصورت انداز سے تعارف کرایا گیا۔ جس سے ہزاروں افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچانے کے اسباب پیدا ہوئے۔ الحمد للہ۔

لبغان میں بک فیئر اور جماعت کی پہلی مرتبہ شرکت: کلکتہ سے ۶۰ کلومیٹر دور لبغان ٹاؤن میں جہاں بک فیئر ۸ر تا ۱۵ر فروری ۱۹۹۷ء منعقد ہوا۔ اس میں جماعت احمدیہ نے پہلی مرتبہ شرکت کی جس میں خدام نے مکرم ماسٹر رشید احمد صاحب کی نگرانی میں کام کیا اور ہزاروں افراد نے احمدیت کا لٹریچر حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین

تبلیغی دورہ: ماہ فروری کے اوائل میں محترم محمد مشرق علی صاحب امیر جماعت بنگال اور خاکسار نے علاقہ مرشد آباد کا تبلیغی دورہ کیا جس میں ایک مقام پر اللہ کے فضل سے ۱۶ افراد نے احمدیت قبول کی اور اس مقام کے امام مسجد اور بہت ہی خوبصورت مسجد جس میں سینکڑوں بچے زیر تعلیم ہیں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو عطا فرمائی۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ اللہ تعالیٰ نو مبائعین کو استقامت عطا فرمائے۔ (آمین) اس دورہ میں مکرم فضل الحق صاحب کے۔جی۔اے۔ مکرم رشید احمد صاحب ہیڈ ماسٹر۔ مکرم امان اللہ صاحب معلم، مکرم مرزا عبد القیوم صاحب متعلم۔ مکرم مولوی امداد الحق صاحب اور مکرم افتخار احمد قمر نے شمولیت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔

کلکتہ میں عظیم الشان بین المذاہب سیمینار اور احمدی مبلغ کا لیکچر!

مورخہ ۲۷ر نومبر کو کلکتہ میں ایک بین المذاہب سیمینار منعقد ہوا۔ اور اس کے لئے ہزاروں کی تعداد میں دعوتی کارڈ شائع کر کے معززین شہر میں تقسیم کئے گئے جس میں خاکسار کا اور احمدیہ مشن کا ذکر نمایاں طور پر کیا گیا نیز اشتہارات اور اخبارات میں بعض غیر مسلم افراد نے بھی کافی تشہیر کی اس سیمینار میں خاکسار اور رشیا کی پروفیسر لیلی غفوریہ کی نمایاں طور پر کامیاب تقاریر ہوئیں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے محترم محمد مشرق علی صاحب نے مع خدام کلکتہ کے غیر ملکی افراد سے رابطہ کیا اور انہیں احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے لٹریچر تقسیم کیا اس سیمینار میں متعدد خدام کلکتہ نے بھی شمولیت کی اور پنڈال ہزاروں افراد سے بھرا ہوا تھا۔ خاکسار نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی امن بخش تعلیمات کو پیش کیا جسے سامعین نے شکر خوشی کا اظہار کیا اور ہمارے مشن کے ایڈریس حاصل کئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی میں غیر معمولی برکت عطا فرمائے۔

☆ رشین پروفیسر لیلی غفوریہ صاحبہ کو خاکسار اور محترم امیر صاحب نے ان کے مشن پہنچ کر احمدیت کا پیغام پیش کیا۔ اور لٹریچر بھی دیا۔ موصوفہ نے احمدیہ مشن تشریف لا کر حضور انور کے خطبہ جمعہ کو سنا اور حضور انور کے رخ انور کو دیکھ کر فرمانے لگیں نہایت ہی خوبصورت اور نورانی چہرہ ہے۔ موصوفہ نے رشیا کے حالات پر مشتمل ایک لیکچر بھی دیا۔

☆ ماہ دسمبر کے اوائل میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بنگال میں ۳۵ افراد نے احمدیت کو قبول فرمایا۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

(حمید الدین شمس فاضل مبلغ انچارج بنگال و آسام)

چنڈی گڑھ روز فیسٹول میں جماعت احمدیہ کا بک سٹال

چنڈی گڑھ ایڈمنسٹریشن کی جانب سے حسب سابق امسال بھی ۲۵ر تا ۲۷ر فروری چنڈی گڑھ میں ۲۲ واں روز فیسٹول منایا گیا۔ اور روز گارڈن واقع سیکٹر ۱۶ میں مختلف قسم کے سٹال لگائے گئے۔ اس موقع پر جماعت احمدیہ کی طرف سے بھی ایک بک سٹال لگایا گیا جو بہت مفید ثابت ہوا۔

سٹال کو تبلیغی، تربیتی بینرز اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی تصاویر سے مزین کیا گیا تھا جنہیں دیکھ کر ہر گزرنے والا کچھ دیر کے لئے رک جاتا جسے ساتھ ہی ان تصاویر کا تعارف کرایا گیا۔ FESTIVAL کے آخری روز T.V اور V.C.R کے ذریعہ حضور انور ایدہ اللہ کی مجالس علم و عرفان بھی دکھائی گئیں۔ نیز ایک چارٹ کے ذریعہ M.T.A کا بھی تعارف کرایا گیا۔

احمدیہ سٹال پر مقامی اور اندرون ملک لوگوں کے علاوہ دوسرے ممالک خصوصاً نیپال، کینیڈا، اور امریکہ کے لوگ بکثرت تشریف لائے جن سے خوشکن ماحول میں تبلیغی گفتگو کی گئی۔ انہوں نے کتب بھی خریدیں اور مزید معلومات کے لئے مشن ہاؤس کا ایڈریس بھی طلب کیا۔ ترجمہ قرآن مجید گورمکھی ہندی کے علاوہ انگلش کی بکثرت مانگ رہی۔ ایک اندازے کے مطابق ۲۵ ہزار افراد تک جماعت کا پیغام پہنچایا گیا۔

ایک دوست نے بتایا کہ پنجاب ایجوکیشن بورڈ نے IIIRD کلاس کی سوشل سٹڈیز (S.S) کے کورس میں منارۃ المسیح کی تصویر کے ساتھ جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف شائع کروایا ہے جو کہ ماہ اپریل ۹۷ء سے مارکیٹ و بورڈ کے تمام اسکولز میں رائج ہو گی۔ انشاء اللہ۔

بک اسٹال کو کامیاب بنانے میں خدام نے بذوق و شوق تعاون دیا اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور بہترین نتائج پیدا فرمائے۔

(طاہر احمد صدر بک سٹال کمیٹی)

کوڈیا تھور میں مجالس انصار اللہ کیرلہ کا پہلا سالانہ اجتماع

میڈیکل کیمپ: مورخہ ۱۸ر فروری کو صبح ۱۰ بجے تا شام ۷ بجے نہایت کامیابی سے میڈیکل کیمپ منعقد ہوا۔ جس میں ڈاکٹر منصور احمد صاحب، ڈاکٹر ...لطیف احمد

صاحب گوردیپ سنگھ دیپ چیف آرٹسٹ پنجاب اسکول ایجوکیشن بورڈ۔

صاحب مع اہلیہ آف کرونا گپلی۔ لیڈی ڈاکٹر ذا مبارکہ بیگم صاحبہ آف پینگاڈی۔ ڈاکٹر نواد احمد صاحب D.O.B۔ لیڈی ڈاکٹر ساجدہ ناصر صاحبہ۔ ڈاکٹر منصور احمد صاحب آئیڈیرو بیلک۔ ان کے علاوہ دو نرسیں اور چار فارمسٹ نے بھی اول تا آخر حصہ لیا۔
اس موقعہ پر ۶۷۵ مریضوں کا علاج کیا گیا۔

ڈاکٹر صاحبان نے جو Sample medicines لائے تھے ان کے علاوہ مجلس انصار اللہ کی طرف سے -/۵۰۰ کی اور محترم M.A محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ کوڈیتھور نے -/۱۰۰۰ کی دوائیاں خرید کر تقسیم کیں۔ اس طرح تقریباً ۱۸ ہزار روپے کی دوائیاں تقسیم کی گئیں۔

۲ مارچ ۹۷ء: اجتماع کا افتتاح خاکسار محمد کویا ناظم اعلیٰ کیرلہ کی زیر صدارت محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے فرمایا۔

انصار بصیرہ ماہنامہ رسالہ کی رسم اجرائی:۔ اس موقعہ پر صوبائی امیر محترم کنجاموصاحب نے انصار اللہ کے سہ ماہی رسالہ انصار کا اجراء فرمایا۔ اس کے بعد محترم مولوی محمد عمر صاحب کا ایک پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔
اس کے بعد مندرجہ ذیل تین کتب کی رسم اجرائی ہوئی۔

(۱):۔ مسیح ہندوستان میں (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) ملایالم ترجمہ۔ مکرم ابن عبدالرحیم صاحب۔ (۲):۔ اسلام میں اقتصادی نظام (حضرت مصلح موعودؓ) ملایالم ترجمہ مکرم ابن عبدالرحیم صاحب (۳):۔ قرآن مجید کی عظمت۔ A.P کنجاموصاحب صوبائی امیر۔

اس کے بعد آئمہ انصار اللہ کے عہدیداروں نے موقعہ و محل کے مطابق تربیتی تقریریں کیں۔ اس کے بعد مختلف علمی مقابلہ جات ہوئے۔

جلسہ عام:۔ شام کو ۶ بجے تا رات ۹ بجے محترم صوبائی امیر صاحب کی زیر صدارت پبلک جلسہ ہوا۔ محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب، محترم مولانا محمد ابوالوفاء صاحب، مکرم مولوی محمد یوسف صاحب اور مکرم مولوی محمود احمد صاحب نے تبلیغی نقطہ نگاہ سے بہترین تقریریں کیں۔ جلسہ گاہ احمدیوں کے علاوہ بہت سارے غیر احمدیوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔

۳ مارچ ۹۷ء۔ تہجد با جماعت، درس قرآن کے بعد بعض احمدیوں نے اپنے قبول احمدیت کی داستان سنائی۔ شرائط بیعت کی بنیاد پر ۶ نہایت مفید تقریریں ہوئیں۔
۳۰-۲ تا ۰۰-۴ بجے زیر عنوان نظام جماعت میں ذیلی تنظیموں کا مقام ایک مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی۔ اس میں بعض انصار اور خدام نے حصہ لیا۔ ۰۰-۴ بجے تا ۵ اختتامی اجلاس زیر صدارت خاکسار ہوا۔ جس میں محترم صدر مجلس انصار اللہ بھارت اور مکرم پروفیسر محمد احمد صاحب سیکرٹری نشر و اشاعت نے تقریریں کیں۔
تقسیم انعامات اور اجتماعی دعا کے بعد یہ اجتماع نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔

اس اجتماع میں کیرلہ کے طول و عرض سے ۵۰۰ سے زائد انصار نے حصہ لیا۔
مجالس خدام و اطفال اور لجنہ کا بھرپور تعاون ہمیں حاصل رہا۔ فالحمد للہ۔
ہمارے میڈیکل کیمپ اور اجتماع کی رپورٹ کیرلہ کے تین کثیر الاشاعت اخبارات نے شائع کی۔ اس موقعہ پر چار تبلیغی پمفلٹ شائع کرکے وسیع پیمانے پر تقسیم کئے گئے۔ ہر پمفلٹ ۲۰-۲۰ ہزار کی تعداد میں شائع ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر مساعی کو شرف قبولیت بخشے آمین۔

(پی ایم کویا۔ ناظم اعلیٰ مجلس انصار اللہ کیرلہ)

ہوم سائنس کالج میں احمدی خدام کی مساعی

مورخہ ۲ مارچ ۹۷ء کو ایک جلسہ میلادالنبی صلعم سرکاری ہوم سائنس کالج برائے خواتین منگلور کی طرف سے منعقد ہوا۔ کالج کے شعبہ اردو کی صدر محترمہ حسینہ بیگم صاحبہ کی خواہش پر خاکسار نے ایک تقریر بنام "آنحضرت صلعم عفو، درگذر اور احسان کے آئینہ میں" اور دوسری تقریر "آنحضور صلعم کے عورتوں پر احسانات" کے بارے میں لکھ کر دیں۔ جسے دو لڑکیوں نے عمدگی کے ساتھ پڑھا۔
اس جلسہ میں LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE کا بینر بھی لگایا گیا۔ چند لڑکیوں نے محترم ثاقب زیروی صاحب کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر مساعی کو شرف قبولیت سے نوازے۔

(ز منشی عبدالحکیم ایم۔ اے منگلور)

درخواست ہائے دعا

(۱):۔ خاکسار کو ۱۹۸۵ء میں ریڑھ کی ہڈی ٹوٹنے کی وجہ سے جسم میں پولیو کا حملہ ہوا تھا۔ اور میں چل پھر نہیں سکتا۔ احباب کرام سے اپنی کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا کرتا ہوں۔

(موہن لال قادیان)

(۲):۔ گذشتہ ایک ماہ سے زائد عرصہ ہوا میرا لڑکا محمد اظہر الدین احمد خالد اور پیٹ کے درد کی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہے۔ احباب کرام سے اس کی شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

(محمد صادق جڑچرلہ)

(۳):۔ مکرم عبدالخالق صاحب ملکانہ آف بدایوں اعانت بدر میں -/۵۰ روپے اور مساجد فنڈ میں -/۵۰ روپے ادا کرتے ہوئے اپنے لئے اور اہل و عیال کی صحت و سلامتی و روحانی ترقی اور باعزت روزگار کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (مینیجر بدر)

(۴):۔ مکرم مولوی سید کلیم الدین احمد صاحب مبلغ سلسلہ کیرنگ کا اپنڈیسائٹس کا آپریشن ہوا ہے۔ قارئین بدر سے مولوی صاحب موصوف کی شفاء کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(شیخ ہارون رشید مبلغ سلسلہ مبارک)

(۵):۔ میرے خسر، والدین، شوہر اور میرے تینوں بچوں کی صحت تندرستی والی لمبی عمر کے لئے نیز جملہ پریشانیوں کے ازالہ کے لئے اور بچوں کے امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے احباب کرام سے درخواست دعا ہے۔

(قدسیہ سلطانہ بوکارو)

تبلیغی و تربیتی مساعی

متعدد جماعتوں سے مختلف جماعتی تقاریب کی رپورٹیں موصول ہوئی ہیں تنگیٔ صفحات کے باعث معذرت کے ساتھ صرف ان کے نام بغرض دعا دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی میں برکت عطا فرمائے اور شرف قبولیت سے نوازے۔

(ادارہ)

جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم:۔ لجنہ اماء اللہ بھدرواہ، سکندر آباد، یادگیر۔ شاہجہانپور۔ گرمیٹکال۔ کانپور۔ تیماپور۔ جماعت احمدیہ کلکتہ۔

جلسہ ہائے یوم مصلح موعودؓ:۔ جماعت احمدیہ موریاکتی۔ منگلور۔ شیموگہ۔ جمشید پور۔ ساگر۔ پٹنہ۔ وڈمان۔ حیدر آباد۔ یادگیر۔ بھاگلپور۔ کالیکٹ۔ جڑچرلہ۔ کیروتوٹی۔ کلکتہ۔ کلیپنی۔ کیندراپاڑہ۔ مینکال۔ کالا بن ربانیکہ۔ شاہجہانپور۔ کانپور۔ ساونت واڑی۔ آرہ۔ آترا پورم۔ بمبئی۔ کرڈاپلی۔ چارکوٹ۔ دھواں ساہی۔ تیماپور۔ ہسری۔ بھدرواہ۔ کٹک۔ چنتہ کنٹہ۔ لجنہ اماء اللہ قادیان۔ ممبئی۔ دہلی۔

نیشنل یوم تبلیغ:۔ جماعت احمدیہ وڈمان۔ لجنہ اماء اللہ یادگیر۔ شیموگہ۔

ہفتہ تحریک جدید و وقف جدید:۔ لجنہ اماء اللہ یادگیر۔ شیموگہ۔

"خدا کی رحمت فرمانبرداروں اور راستبازوں پر ہوتی ہے جو خدا کے حضور نیکی اور پاکیزگی کا تحفہ لے کر جاتے ہیں"
"انسان اگر کامیاب ہونا چاہتا ہے تو اس کا فرض ہے کہ عجز اور انکسار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرے"

(ارشادات حضرت مسیح موعودؑ)

اُذکروا موتٰکم بالخیر

افسوس محترم سیّد عبید السّلام صاحب آف سونگھڑہ وفات پا گئے

افسوس خاکسار کے والد محترم سیّد عبید السّلام صاحب وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم کی ولادت ۱۹۲۳ء میں بمقام سونگھڑہ صوبہ اُڑیسہ میں ہوئی تھی آپ کے دادا حضرت سیّد عبد الرحیم صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے صوبہ اُڑیسہ میں پہلے صحابی تھے۔ آپ کے ذریعہ ہی صوبہ اُڑیسہ میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔ محترم مولوی سیّد عبید السّلام صاحب فاضل مرحوم صوبہ اُڑیسہ کے پہلے مدرسہ احمدیہ قادیان کے فارغ التحصیل تھے۔ آپ ہمہ وقت تبلیغ میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کی ابتدائی زندگی نہایت مشکلات لیکن صبر و رضا کے ساتھ گذری۔ لجائے آنرز کرنے کے بعد سیّدنا حضرت المصلح الموعودؓ کی تحریک پر وقف زندگی کر کے قادیان چلے آئے۔ سیّدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے از راہ شفقت مرحوم کو بیرونی ممالک کے مبشرین کی کلاس میں دو سال تعلیم دلائی اور آپ کا انتخاب بطور مبلغ ارجنٹینا (جنوبی امریکہ) فرمایا۔ لیکن متواتر دو بار ٹائیفائیڈ کا حملہ ہونے پر حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت پر اپنے وطن واپس چلے گئے۔ دورانِ قیام قادیان سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کے بعض صاحبزادگان کے ہمراہ حضور کی خاص نگرانی میں تعلیم حاصل کرنے کی سعادت پائی۔ جن میں محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب بھی شامل تھے۔ بلکہ ایک موقعہ پر سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے قیام ڈلہوزی کے دوران اپنے صاحبزادگان کے ہمراہ رکھا تاکہ براہ راست حضورؓ کی نگرانی میں تربیت حاصل کر سکیں۔

والد صاحب مرحوم نیک سیرت۔ پاک خصلت صاف گو اور بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ مرکز قادیان سے واپسی پر ایک سال ایک ہائی سکول میں اُستاد کے فرائض سرانجام دینے کے بعد اکاؤنٹنٹ جنرل اُڑیسہ کے دفتر میں ملازم ہو گئے تھے۔ آپ کا تقرر ہندوؤں کے مشہور مذہبی مقام پوری میں ہوا۔ وہاں جماعت قائم کی اور دس سال تک صدر کے عہدہ پر فائز رہے۔ دورانِ ملازمت کافی وقت بھوبنیشور میں بھی گذرا۔ انتہائی مشکل سے ہم آٹھ بہن بھائیوں کی تعلیم و تربیت کا بوجھ اُٹھایا۔ پوری سے بھوبنیشور تبدیل ہونے پر پہلے نائب صدر اور بعد میں صدر جماعت بھوبنیشور کی حیثیت سے خدمت دین کی توفیق پائی۔ آپ کے عرصہ صدارت میں ہی جماعت احمدیہ بھوبنیشور کی مسجد کی تعمیر ہوئی۔

بعد از ریٹائرمنٹ اپنے آبائی وطن سونگھڑہ میں مقیم ہو گئے اور وہاں پر بھی عرصہ دراز تک بحیثیت صدر جماعت خدمت انجام دیتے رہے، بوقت وفات سیکرٹری اُمور عامہ کام کر رہے تھے۔ گذشتہ جلسہ سالانہ ۱۹۹۳ء سے قبل خاکسار کی درخواست پر عازم قادیان ہوئے۔ ۱۷ جنوری ۹۴ء کو جمشید پور کا سفر کیا۔ اور وہاں ۱۳ یوم قیام کے بعد اپنے بڑے لڑکے مکرم نصیر احمد صاحب کے پاس بھوبنیشور میں کچھ ایام قیام کیا۔ ۳ فروری کو اپنے بھتیجے کے گھر پہنچے کہ اچانک فالج کا حملہ ہوا۔ فوری طور پر ہسپتال داخل کر دیا گیا بالآخر مورخہ ۴ فروری بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

خاکسار کو قادیان میں والد صاحب کی بیماری کی اطلاع بذریعہ فون موصول ہوئی لیکن افسوس کہ اُڑیسہ پہنچنے پر اپنے پیارے شفیق والد کے آخری دیدار نہ ہو سکے۔ آپ کی تدفین وفات کے دوسرے دن ہمارے آبائی قبرستان کوسمبی (سونگھڑہ) میں ہوئی۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا ★ اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

محترم والد صاحب مرحوم باوجود شدید خواہش کے بوجہ عدم صحت واقف زندگی کی حیثیت سے مرکز سلسلہ میں کام نہ کر سکے۔ لیکن اپنی اسی شدید خواہش کو اس طرح پورا کیا خاکسار کو وقفِ زندگی کروا کر مرکز سلسلہ میں خدمت کے لئے بھجوا دیا۔ مرحوم موصی تھے۔ اور جماعت کے ہر چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ جلسہ سالانہ ۹۳ء میں قادیان تشریف لائے تو قادیان سے جانے سے قبل خواب دیکھا کہ ایک بہت وسیع اور خوبصورت محل ہے تو آپ تعجب سے پوچھتے ہیں کہ یہ اتنا خوبصورت محل کس کا ہے؟ تو کسی نے جواب دیا کہ یہ گھر تیرا ہے۔ اس خواب کے بعد مرحوم تقریباً سو ہفتہ ... حیات تھے۔ مرحوم نے اپنے پیچھے چار بیٹے اور چار بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ جو بفضلہ تعالیٰ شادی شدہ ہیں اور خوشحال زندگی گذار رہے ہیں۔

قارئین بدر کی خدمت میں درخواست دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم والد صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم تمام افراد خانہ کو صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین۔

خاکسار۔ سیّد تنویر احمد خادم سلسلہ
(ناظم وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان)

عاجز کے چھوٹے بھائی محمود احمد سعید مولوی فاضل واقف زندگی ربوہ میں یکم ستمبر ۹۳ء کو اس دُنیائے ناپائیدار سے کوچ کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم مرکز میں مختلف شعبہ جات میں خدمات بجالاتے رہے۔ مرحوم اپنے فرائض کی بجا آوری میں جماعتوں کے دورے بھی کیا کرتے تھے کم و بیش ایک سال قبل وہ ریٹائر ہو گئے۔ احباب کرام سے مرحوم کی بلندی درجات و مغفرت کے لئے درخواست دُعا ہے۔ (محمد عبد اللہ بی ایس سی۔ ایل ایل بی حیدر آباد)

وفات محترمہ اہلیہ صاحبہ حکیم محمد سعید صاحب

(از محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے مؤلف اصحاب احمد قادیان)

یہ اندوہناک خبر موصول ہوئی ہے کہ محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم حکیم محمد سعید صاحب ۵ جنوری کو ڈنمارک میں وفات پا گئی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ وہ صبح بیمار ہوئیں۔ پانچ منٹ میں ایمبولنس آگئی فوراً ہسپتال پہنچایا گیا۔ ڈاکٹروں نے جائزہ لے کر بتایا کہ کوئی تکلیف نہیں۔ اور گھر جانے کی اجازت دیدی۔ گھر آکر موصوفہ نے دوا کی ایک خوراک کھائی۔ اور اسی وقت قے ہوئی اور جاں بحق ہو گئیں۔

آپ کی بیٹیاں اور بیٹا عزیز مبارک احمد۔ مالمون۔ گوئٹے برگ اور علاقہ ڈنمارک وغیرہ سے پہنچ گئے تا موصوفہ موصیہ کا تابوت ہوائی جہاز سے ربوہ تدفین کے لئے لے جائیں۔

حکیم صاحب بچپن میں صوبہ سرحد کے قریب اپنے وطن سے مسجد نیلہ گنبد لاہور میں دینی تعلیم کے لئے آتے۔ ایک دن جو خیال آیا تو علامہ اقبال سے جا کر ملاقات کی انہوں نے حالات سن کر یہ مشورہ دیا کہ موجودہ مقام پر تعلیم جاری رکھنے سے نقصان کا خدشہ ہے۔ آپ قادیان چلے جائیں۔ حکیم صاحب نے بچپن کی سادگی میں عذر کیا کہ میرے پاس کرایہ نہیں تو علامہ نے بارہ چودہ آنے اُس وقت کا کرایہ دیدیا اور وہ قادیان پہنچ گئے۔ اور آپ نے اپنے خاندان میں اوّلین احمدی بننے کی سعادت پائی۔

قادیان میں حکیم صاحب کا رابطہ حضرت ماسٹر عبد الرحمٰن صاحبؓ (مہر سنگھ) سے ہوا۔ ماسٹر صاحب نے انہیں مدرسہ احمدیہ میں داخل کرایا۔ اور اپنی دوسری بیوی کے ہاں رکھا جو کشمیری تھیں۔ اور اپنی اولاد کی طرح نہایت شفقت سے ذاتی طور پر تعلیم دینے لگے۔ اور تبلیغ کے لئے بٹالہ جانے پر بڑے گتے جن پر اشتہارات چسپاں کئے ہوتے تھے گلے سے آگے پیچھے لٹکا دیتے۔ سو ایسی اچھی تربیت سے حکیم صاحب میں تبلیغی جذبہ اُجاگر ہوا۔

چند سال بعد حکیم صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے سرینگر کے لئے مبلغ کے طور پر منتخب فرمایا اور جانے سے پہلے حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب سے بہائیت کے بارے معلومات حاصل کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اس زمانہ میں کشمیر میں بہائیت کو فروغ دینے والے مولوی عبد اللہ صاحب وکیل ابھی زندہ تھے۔

اس وقت حکیم صاحب کا رابطہ اپنے خاندان سے منقطع تھا اور بظاہر اس بے سہارا مبلغ کو جناب بابو تاج الدین صاحب نے اپنی دامادی میں لیا۔ بابو صاحب حضرت خلیفہ نور الدین صاحبؓ قدیم صحابی کے اقارب میں سے تھے۔ اور لمبے عرصہ تک جماعت سرینگر کے صدر رہے ہیں۔ اور چند سال پہلے انہوں نے وفات پائی ہے۔ بابو صاحب کے خاندان کا سلوک ہمیشہ نہایت محبت کا رہا۔ اور مالی لحاظ سے بھی ان کا دستِ تعاون دراز رہا۔

بعض مجبوریوں کی وجہ سے حکیم صاحب ۱۹۶۴ء میں قادیان چلے آئے اور پھر پاکستان میں منتقل ہو گئے اور پھر ڈنمارک میں جا آباد ہوئے۔ اور قریب میں کچھ عرصہ تک امیر جماعت احمدیہ ڈنمارک رہے۔

میرے علم میں ہے کہ علاقہ سے آنے والے مہمانوں کی تواضع میاں بیوی خوش دلی کرتے تھے۔ پینتالیس پچاس سال کی رفیقۂ حیات کا آناً فاناً اس دارِ فانی سے کوچ

کر جانا طبعاً خاوند بلکہ سارے خاندان کے لئے صبر آزما ہے۔ حکیم صاحب ممنون ہیں نئے امیر صاحب محترم اور صدر لجنہ محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ (دختر مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب درویش قادیان) اور جماعت اور لجنہ کے کہ سب نے اس اندوہناک سانحہ پر خوبت سے بھرپور تعاون دیا۔

حکیم صاحب مرحومہ کی مغفرت اور بلندئ درجات کے لئے اور اپنے غم رسیدہ خاندان کو صبر جمیل کی توفیق عطا ہونے کے لئے اور تعاون دینے والوں کے لئے درخواست دُعا کرتے ہیں۔

دُعائے مغفرت

مکرم عبد السلام صاحب پاسپورٹ آفیسر مدراس مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۹۳ء انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم میرے بہنوئی اور مکرم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان کے بہنوئی ہیں۔ نیک سیرت پابندی صلوٰۃ و صوم خلیق اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نہایت عقیدت رکھتے تھے حال ہی میں آپ بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ تمام احباب کرام سے درخواست دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے اور بلند درجات عطا فرمائے آمین۔ آپ کی اہلیہ محترمہ اور بچوں کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔ (عزیزہ بیگم صوبائی صدر لجنہ اماء اللہ مدراس)

افسوس محترم شاہ محمد صاحب آف کالابن لوہارکا وفات پاگئے

محترم شاہ محمد صاحب آف کالابن لوہارکا مورخہ ۱۱/۳/۹۴ کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم نیک صالح صوم و صلوٰۃ کے پابند اور ان گنت خوبیوں کے مالک تھے۔ احباب کرام سے مرحوم کی مغفرت و بلندئ درجات اور پسماندگان کے صبر جمیل کی توفیق پانے کے لئے درخواست دُعا ہے۔

(نثار احمد صاحب معلم وقفِ جدید کالابن لوہارکا۔ راجوری)

قرار دادِ تعزیت

(۱) مجلس عاملہ برطانیہ کے اجلاس منعقدہ ۲۸ جنوری ۱۹۹۴ء میں یہ خبر بہت افسوس سے سُنی گئی کہ لیڈز جماعت کے رُکن مکرم رفیق احمد خان صاحب گزشتہ دنوں وفات پاگئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم مکرم و محترم حضرت خانصاحب فرزند علی خان صاحب سابق امام مسجد فضل لندن کے بیٹے اور مکرم محبوب عالم صاحب خالد ناظر بیت المال آمد اور مکرم شیخ مبارک احمد صاحب سیکرٹری اُمور عامہ یو۔کے و ریجنل امیر ساؤتھ یو۔کے کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ مقامی جماعت کے ایک مستعد ممبر تھے۔

ہم اس افسوسناک موقع پر جملہ افرادِ خاندان بالخصوص مرحوم کی بیگم اور بچگان سے نیز بھائیوں سے اور دیگر رشتہ داروں سے تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

(ممبران مجلس عاملہ برطانیہ)

(۲) :۔ مجلس عاملہ برطانیہ کا یہ اجلاس منعقدہ ۲۸ جنوری ۱۹۹۴ء جملہ احباب جماعت احمدیہ برطانیہ کی نمائندگی میں جماعت کے دو بزرگان کی رحلت پر اظہار تعزیت کرتا ہے جو حال ہی میں ہم سے رخصت ہوئے ہیں۔

ایک بزرگ مکرم محترم میاں عبد الحی صاحب ہیں۔ جنہوں نے کم و بیش ۳۵ برس تک انڈونیشیا میں تبلیغ اسلام کی سعادت پائی۔ آپ ان خوش قسمت لوگوں میں سے تھے جنہوں نے خدمت دین کے لئے اپنی زندگی وقف کی اور اس عہد کو خوب نبھایا اور آخر دم تک خدمت کے اس سلسلہ کو جاری رکھا۔ بڑے خاموش اور بے نفس خادم دین تھے۔

دوسرے بزرگ مکرم و محترم پروفیسر صوفی بشارت الرحمٰن صاحب ایم اے ہیں۔ جنہوں نے بہت لمبا عرصہ ایک نمایاں خادم سلسلہ کے طور پر خدمت کی سعادت پائی۔ تعلیم الاسلام کالج میں بہت لمبا عرصہ تدریس کے علاوہ جامعہ احمدیہ میں بھی اُستاد کے طور پر کام کیا۔ بوقت وفات وکیل التعلیم کے طور پر خدمت سر انجام دے رہے تھے۔ مرحوم ایک متبحر عالم اور نہایت مخلص اور فدائی خادم سلسلہ تھے۔ مختلف علمی تقاریر کے علاوہ آپ کے قلم سے متعدد مضامین جماعتی رسائل میں شائع ہو چکے ہیں نہایت لگن اور جانفشانی سے مفوضہ فرائض سر انجام دیتے۔ آپ کے شاگرد اس وقت دُنیا کے مختلف کونوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ حضور انور نے بھی اپنے آپ کو ان کے شاگردوں میں شمار فرمایا ہے۔

ہم جملہ احباب جماعت برطانیہ کی طرف سے ہر دو بزرگان کے جملہ افرادِ خاندان سے دلی تعزیت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا گو ہیں کہ ہر دو بزرگان کے درجات بلند فرمائے۔ اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور جملہ پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔ اور ان کی سب خوبیوں کو جاری و ساری رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔ (ممبران مجلس عاملہ برطانیہ)

افسوس مکرم شیخ عطاء الرحمٰن صاحب ساہو کیمن گڈی وفات پا گئے!

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

مرحوم میرے والد محترم احمد حسین سعیدی وکیل مرحوم کے عم زاد برادر اصغر تھے۔ آپ پیدائشی احمدی تھے۔ تیل کی تجارت کے ساتھ زراعت بھی کرواتے تھے جماعت احمدیہ تیماپور میں امام الصلوٰۃ اور سیکرٹری مال عرصہ دراز تک رہے۔ بوقت وفات مرحوم کی عمر ۸۰ سال تھی۔ مرحوم خاموش طبع سادہ مزاج صوم و صلوٰۃ کے پابند بزرگ تھے۔ مرحوم کی وفات ۱۶/۱۲/۹۳ کو ہوئی۔

مرحوم کی مغفرت و بلندئ درجات و پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق پانے کے لئے احباب کرام سے درخواست دُعا ہے۔ (ظفر اللہ سعیدی تیماپور)

دُعائے مغفرت

خاکسار کے چچا مکرم محمد عبد اللہ صاحب بٹ ٹیلر ماسٹر آف ریشی نگر کشمیر ایک طویل بیماری کے بعد مورخہ ۲۸/۱/۹۴ کو ریشی نگر میں وفات پا گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

موصوف نے پچیس سال تک جماعت احمدیہ ریشی نگر کے سیکرٹری مال کے طور پر خدمت سرانجام دی۔ اس کے علاوہ بطور معلم بھی تیس سال تک خدمت سرانجام دی مرحوم مخلص و دیندار مرکز سلسلہ سے بے لوث محبت کرنے والے پابند صوم و صلوٰۃ تہجد گزار اور ہر حال میں صابر و شاکر احمدی تھے۔ انہوں نے اپنے پیچھے سوگوار بیوہ کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ سوائے ایک بیٹے کے سب شادی شدہ ہیں۔ قارئین سے درخواست دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ بخشے۔ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

(مبارک احمد بٹ ایم اے کارکن نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان)

(۲) ا۔ افسوس خاکسار کی خوشدامن صاحبہ مورخہ ۴ جنوری ۱۹۹۴ء کو وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ محترمہ النصر بیگم صاحبہ قریشی آف مدراس جو ۱۸ سال تک احمدی مستورات اور بچیوں کی تعلیم و تربیت میں دن رات مصروف رہیں۔ مدراس کی لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کے قیام اور اس کے چلانے میں انکا دن رات مسلسل کوششوں کا دخل تھا۔ تبلیغی اُمور میں منہمک رہتی تھیں تعلیم و تربیت کے نتیجہ میں مرحومہ ہماری جماعت میں اُستانی کے نام سے مشہور تھیں۔ ان کی خدمات کی وجہ سے خوشنودی کے طور پر حضرت مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ ربوہ نے ان کو سند خوشنودی عنایت کی تھی۔

مرحومہ کی مغفرت و بلندئ درجات کے لئے احباب کرام سے درخواست دُعا ہے۔

(خاکسار۔ محمد عمر علی درویش قادیان)

خُلاصہ خُطبہ جُمعہ ـــ بقیہ صفحہ اوّل

پاک تبدیلی پیدا نہ ہو وہ ذکرِ الٰہی نہیں ہے۔ ذکرِ الٰہی اندرونی تبدیلیاں پیدا کئے بغیر ممکن نہیں ہے۔ ذکر وہی ہے جو دل کے اندر دھڑکنے لگے، دماغ کی سوچ بن جائے۔ اسی ذکر کی طرف مَیں آپ کو بُلا رہا ہوں۔ اگر آپ ایسا ذکر کریں اور اسے جاری رکھیں تو تمام بنی نوعِ انسان کے لئے محبت کے چشمے آپ کے دِل سے پُھوٹنے لگیں گے۔

فرمایا، اللہ جب بھی بنی نوعِ انسان سے بھلائی کے تقاضے کرتا ہے تو اس کی ضرور مخالفت ہوتی ہے۔ پس مخلوق سے تعلق آسان نہیں ہے۔ طرح طرح کے دُکھ اس راہ میں اٹھانے پڑتے ہیں۔

فرمایا، ذکرِ الٰہی اختیار کرو۔ ذکرِ الٰہی آپ کے لئے خدا تک پہنچنے کے رستے آسان کر دے گا۔ فرمایا خدا تک پہنچنے کی ایک صراطِ مستقیم ہے اس صراطِ مستقیم کو بہت سے رستے آ آکر ملتے ہیں۔ جتنے رستے اس کو آ کر ملیں گے اتنی وہ صراطِ مستقیم وسیع اور کشادہ ہوتی جائے گی۔ پس ذکر کی ہر راہ وہ راہ ہے جو خدا نے اپنے تک پہنچنے کے لئے ہمیں دِکھا دی ہے۔ مذکورہ آیات کی مزید تشریح کرتے ہُوئے حضور نے فرمایا، دُو طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک وہ بدنصیب جن کا دِل اللہ کے ذکر سے سخت ہوتا ہے۔ ذکر کرنے سے عاری ہیں۔ ذکر اللہ کی طرف ان کی توجہ ہی نہیں۔ یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ فرمایا جو شخص، ذکرِ الٰہی کی راہ میں آگے نہیں بڑھ رہا رفتہ رفتہ اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور رفتہ رفتہ خدا کی بجائے دُنیا کی لذات اس کے دِل پر قابض ہوتی جاتی ہیں۔ یہ بہت خطرناک مقام ہے۔ جو ذکر نہیں کرے گا اُس نے لازماً سخت دِل ہو جانا ہے۔ دُوسرے وہ ہیں جن کا دِل اللہ نے اسلام کے لئے کھولا ہے۔ ان آیات کے مضمون کو سمجھیں اور دل میں جاگزیں کریں۔

آخر پر حضور انور نے حضرت مسیح موعُود علیہ السلام کے ارشادات اس ضمن میں پڑھتے ہوئے فرمایا کہ ذکر کرنے والے کافر نہیں ہو سکتے۔ اور جو ذکر کرے گا اس کا ذکر خدا تعالےٰ قائم رکھے گا۔ فرمایا ذکر صرف یہی نہیں ہے کہ نماز کے بعد ۳۳ - ۳۳ بار سبحان اللہ۔ الحمدللہ اور اللہ اکبر پڑھ لیا جائے اور بس۔ فرمایا یہ ذکر جس کا قرآن نے ذکر کیا ہے یہ تو دن رات جاری رہنا چاہیئے۔ اگر اصل محبت ہو تو شمار سے اس کا تعلق نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی گن کر ذکر نہیں کیا۔ آپ تو ان گنت بار ذکر کرتے تھے۔ دن رات اس میں مشغول رہتے تھے۔

فرمایا بعض لوگ ذکرِ الٰہی کو نماز سے بڑھا دیتے ہیں۔ اور ایسے فِتنے اِن دنوں پاکستان میں بہت سے اُٹھ رہے ہیں۔ مذہب کے نام پر لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے بہت سی تحریکات چل رہی ہیں۔ یہ سب اللہ کا ذکر بیچ رہے ہیں۔ ان کی شاخیں دوسرے ممالک میں بھی بڑھ رہی ہیں۔ ان کی اصل غرض دنیا کمانا ہے۔ فرمایا اللہ ان باتوں سے نہیں مل سکتا۔ سوال یہ ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے جو ذکر فرمایا اور اس پر عمل کیا اُسے چھوڑ کر کونسا بہتر ذکر ہے جسے کوئی فریق یا ساری کائنات بھی مِل کر بنا سکتی ہے؟ جو یہ کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کے علاوہ بھی ایک ذکر ہے جو مَیں تمہیں دکھاتا ہوں وہ جھوٹا ہے اور شیطان ہے۔

فرمایا صحابہ کا یہ حال تھا کہ ان کی زندگی کا سب سے اعلیٰ مقصد وہ نماز تھی جو محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سِکھائی وہ ذکرِ الٰہی کی جان نماز میں سمجھتے تھے۔ ایک لمحہ بھی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نماز سے غافل نہیں ہوئے۔ آپ نے کبھی نہیں سوچا کہ نماز کا مقصد تو ذکرِ الٰہی ہے اور مَیں ہر وقت کرتا ہوں۔ لہذا نماز کی کیا ضرورت ہے۔ فرمایا محمد رسول اللہ صلعم کی سُنّت کے باہر ہلاکت کے سِوا اَور کچھ نہیں۔ اس رنگ میں ذکرِ الٰہی اختیار کریں جیسے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا۔ اور صحابہؓ نے آپ سے سیکھا پھر ہر حالت میں آپ کا ہر حکم نماز بن جائے گا۔ لیکن اگر نماز چھوڑیں گے تو پھر ذکر کی کوئی حقیقت نہیں۔

خطبہ جُمعہ کے دَوران حضور انور نے متعدّد صحابہؓ کا نماز کے لئے شوق اور عملی نمونے کا تذکرہ فرمایا۔ آخر پر آپ نے فرمایا کہ اِس رنگ میں ذکر کریں کہ آپ کے ساتھ تمام دنیا کا ذکر وابستہ ہو جائے۔ تمام خدا کے بندے آپ سے ذکر کے آداب سیکھیں۔ کیونکہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ذریعہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حقیقی سنّت کو دوبارہ زندہ کرنے کا عزم کر لیا ہے۔ پس آج دُنیا محتاج ہے کہ آپ ہی سے ذکر سیکھے اور آئندہ نسلیں بھی اسی ذکر کو لے کر آگے بڑھیں۔ یہ وہ آبِ حیات ہے کہ اس کے بعد کسی ہلاکت کے زہر کو مجال نہیں کہ آپ کے رگ و ریشہ میں پیوستہ ہو کر آپ کو ہلاک کر سکے۔

> عادتِ ذکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں
> دِل میں ہو عشقِ صنم لب پہ مگر نام نہ ہو
> (کلام محمودؓ)

اِداریہ ـ بقیہ صفحہ (۲)

اور یہی وہ تعلیم ہے جس پر رسُولِ خدا صلّے اللہ علیہ وسلّم اپنی تمام زندگی عمل کرتے رہے اور عمل کرنے کے بعد آپؐ نے اپنے آخری حج کے موقعہ پر جسے حجّۃ الوداع کہا جاتا ہے، تمام دُنیا کے انسانوں کو جو تعلیم دی تھی اس کا خُلاصہ یہ تھا کہ دنیا کے سب انسان برابر ہیں۔ عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، کالے رنگ والے کو گورے رنگ والے پر، اور گورے رنگ والے کو کالے رنگ والے پر کوئی فضیلت نہیں۔ بڑا وہ ہے جس کے اعمال و اخلاق اس کو بڑا بنائیں۔ پس اسلام ہی وہ مذہب ہے جو بلا امتیاز سب کو اپنے گلے سے لگاتا ہے۔ اور اسی تعلیم پر عمل کی آج اشد ضرورت ہے ـــ !!

(مُنیر احمد خادم)

افغانستان کی المناک داستان

از مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ انچارج بنگال و آسام

کثیر الاشاعت ہفتہ وار اُجالا کلکتہ ۲۰ر فروری ۱۹۹۴ء میرے سامنے ہے۔ جس میں عبرتناک خبر ورطۂ حیرت میں ڈال رہی ہے۔ جس کی سُرخی ہے

"۱۹۹۲ء کے بعد سے کابل میں ۸۰ ہزار افراد مارے جا چکے ہیں"۔ اس سال کے پہلے دن سے زبردست گولہ باری اور ہوائی حملے جاری ہیں جو تبھی رُکتے ہیں جب موسم کی خرابی نشانہ لگانے سے مانع ہو۔

(کثیر الاشاعت اُجالا کلکتہ)

یہ وہ سرزمین ہے جس میں سنہ ۱۹۰۱ء سے متعدد احمدیوں کو شہید کیا گیا۔ جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اے کابل کی زمین تُو خدا کی نگاہ سے گر گئی۔ لہذا اس صدی میں اب تک کئی مرتبہ ۸۰ اور ۸۵ ہزار میں ہلوکینِ کابل کی تعداد پہنچی ہے۔ اور نہ جانے آئندہ کب تک یہ تعداد پُوری ہوتی رہے گی۔ اب ملاحظہ فرمائیں امام مہدی علیہ السلام کا وہ حیرت انگیز الہام جو ۱۲ر مارچ سنہ ۱۹۰۷ء کو ہُوا۔ خدا تعالیٰ نے حضورؑ کو خبر دی کہ:-

"ریاست کابل میں قریب ۸۵ ہزار آدمی مریں گے"۔ (تذکرہ ص۷۰۱)

کابل کی سرزمین پر شہدائے احمدیت علی الترتیب:-

حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب سنہ ۱۹۰۱ء

حضرت شہزادہ عبد اللطیف صاحب سنہ ۱۹۰۳ء

۲۵ سالہ نوجوان حضرت نعمت اللہ خان صاحب سنہ ۱۹۲۴ء

حضرت مولوی عبد الحلیم صاحب اور حضرت مولوی قاری نور علی صاحب } سنہ ۱۹۲۵ء

حضرت شہزادہ عبد اللطیف صاحب کے خاندان پر بے پناہ مظالم توڑے گئے جس کو بیان کرتے ہوئے بھی کلیجہ مُنہ کو آتا ہے۔ لیکن آپ کی اہلیہ فرمایا کرتی تھیں کہ اگر احمدیت کی وجہ سے میرے بچے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیئے جاتے تب بھی ایک لمحہ کے لئے احمدیت کو نہ چھوڑتی۔ اور حقیقت میں مصائب کے کوہِ گراں بھی آپ کے پائے ثبات کو متزلزل نہ کر سکے۔ اور آپ کے دُو بیٹے صاحبزادہ سید محمد سعید صاحب اور صاحبزادہ سید محمد عمر صاحب مشکلات و آلام کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہو گئے ؎

> راہِ مولیٰ میں جو مرتے ہیں وہی جیتے ہیں
> موت کے آنے سے پہلے ہی فنا ہو جاؤ

عبرتناک انجام کی کچھ اور جھلکیاں :-

● ـــ سنہ ۱۹۰۳ء میں شہر کابل میں زور شور سے ہیضہ پھُوٹ پڑا جس سے خاندانِ شاہی کے کئی افراد اور ہزارہا کابلی باشندے اس وبا سے ہلاک ہوئے اور شہر میں افراتفری پڑ گئی۔ اور ہر شخص کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ (کتاب افغانستان)

● ـــ امیر حبیب اللہ خان کے زمانہ میں بغاوت کی وجہ سے ہزاروں جانیں ختم ہوئیں۔ اور فروری ۱۹۱۹ء سے اکتوبر ۱۹۱۹ء تک ہزارہا نفوس فوج اور رعیت کے مارے گئے۔ پھر ۱۹۲۸ء میں بغاوت جلال آباد کے باعث جو افغانستان کے شمال اور جنوب کی سرحد تک پھیل گئی اور پندرہ بیس ہزار نفوس تو قتل ہوئے۔ (دیکھو زوالِ غازی ص۴۰۳)

● ـــ عزیز ہندی لکھتا ہے کہ بچہ سقہ نے اسّی نوّے ہزار فوج بھرتی کی تھی جنہوں نے جنگوں میں حصّہ لیا اور نصف سے زیادہ مقتول و مجرُوح ہو گئی۔

(زوالِ غازی ص۸۶۲)

اور اِس وقت تک اِس سرزمین کو قرار نہیں۔ بادشاہوں کا بار بار قتل ہونا اور اِس وقت تک خون کی ندیوں کا بہنا اور پچاسی ہزار کی تعداد کو بار بار چھُونا ان معصوم احمدی شہداء کے خون کا بدلہ ہے۔

(آگے مسلسل ص۱۶ کالم ۱، ۲ پر)

یہ اتفاقات نہیں بلکہ ارادۂ الٰہی کے ماتحت ہو رہا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

لمحۂ فکریہ

حال ہی میں مُسلم ٹیلی ویژن احمدیہ سے حضور پُر نور نے تازہ مظالم کا ذکر فرمایا جو پاکستان میں سرکاری مُسلمان کر رہے ہیں۔ جس میں دو شہادتوں کا ذکر تھا۔ پانچ معصوم احمدیوں کو اخبار اور رسائل میں اللہ لکھنے کے جُرم میں قید کر لیا۔ انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔ پاکستان کو افغانستان کے عبرتناک انجام سے سبق لینا چاہیئے۔ احمدیت فتح کی منزل میں داخل ہو چکی ہے۔ یہ طوفان احمدیت کا بال بیکا نہیں کر پائیں گے۔

کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

طوفان کر رہا تھا میرے عزم کا طواف،
دنیا سمجھ رہی تھی کشتی بھنور میں ہے

اور اب اللہ کے فضل سے دُنیا کی کوئی طاقت مصائب و آلام کے پہاڑوں سے بھی اس فتح کو روک نہ سکے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کس شان سے فرماتے ہیں کہ ؎

مجھ سے جو ہوگا الگ وہ جلد کاٹا جائیگا
ہو وہ سُلطاں یا کہ قیصر یا ہو کوئی تاجدار

ظفروال (پاکستان) میں احمدیوں سے مقاطعہ اور مارپیٹ

لندن ۸ مارچ (ایم۔ٹی۔اے)۔ ضلع فیصل آباد کے ظفروال اسٹیشن پر محافظینِ ختمِ نبوت نے احمدیوں کے خلاف اڈہ بنا لیا ہے۔ وہاں سے جو احمدی مختلف دیہاتوں کو گزرتے ہیں انھیں مولوی اور ان کے غنڈے مل کر مارتے پیٹتے ہیں۔ معلوم ہُوا ہے کہ یہ صورتِ حال گزشتہ اڑھائی سال سے قائم ہے۔

گزشتہ دسمبر کو ایک مقامی جلسہ منعقد کرنے کے "جُرم" میں قائد خُدام الاحمدیہ، احمدیہ مبلغ اور ایک ٹیچر کو غنڈوں نے شدید مارا۔ ظفروال اڈہ پر احمدیوں کو سودا سلف دینے سے انکار کر دیا گیا ہے۔ اور دن و رات مولوی جماعت کے بزرگان اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف گھٹیا زبان استعمال کرتے ہیں۔

مضامین سے متعلق ایڈیٹر بدر سے اور ترسیلِ زر و دیگر انتظامی اُمور سے متعلق خط و کتابت منیجر بدر سے فرمائیں۔ شکریہ۔ (ادارہ)

پتوکی (پاکستان) میں پانچ احمدیوں کو گرفتار کر لیا گیا

لندن ۸ مارچ (ایم۔ٹی۔اے) پتوکی ضلع قصور (پاکستان) میں کسوف و خسوف کی سو سالہ تقریب پر جلسہ منعقد کرنے کے جُرم میں چار احمدیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ جب ان کی ضمانت کروا کر انہیں واپس لایا گیا تو پولیس نے گاؤں کے پانچ اور احمدیوں کو گرفتار کر لیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پاکستان کے مظلوم احمدیوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

ارشادِ نبوی
اَرْشِدُوْا اَخَاکُمْ
(اپنے بھائی کو ہدایت کرو)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ میںگولین کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر:- حنیف احمد کامران، حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE NO. 04524 — 649.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لُتھرا جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN-143516.

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرّحیم جیولرز
پروپرائیٹر:- سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ:- خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری۔ نارتھ ناظم آباد کراچی۔
فون:- ۶۶۲۹۴۴۳

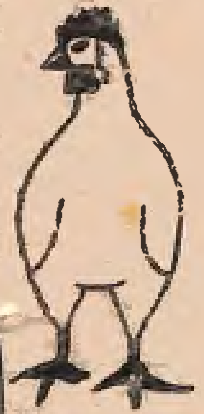
POULTECH CONSULTANT
& DISTRIBUTORS
DEALERS IN:- DAY OLD BROILER CHICKS
POULTRY FEED, MEDICINES & ALL TYPES
OF POULTRY EQUIPMENTS.
OFFICE / RESIDENCE:- 58-ISHRAT MANZIL
NEAR POLICE STATION, WAZIR GANJ.
LUCKNOW-226018.
PHONE:- 245860.

C.K. ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR
VANIYAMBALAM-679339. (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE.
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

NEVER BEFORE

THIS COMFORT
THIS DURABILITY
AND SOLIGHT
NIR
Soniky
HAWAI
A Treat for your feet
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34, A. DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD. CALCUTTA-15.

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

پائی پولیمرز
کلکتہ۔ ۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز:-
43-4028-5137-5206